گلدستۂ فارسی

برائے

طلبائے ادیب کامل جامعہ اردو علی گڈھ

مرتبہ

حافظ مولوی محمد ایوب خاں قمر واحدی منشی عالم و فاضل (پنجاب)

و اعلیٰ قابل الہ آباد

پبلشر

رام نرائن لال ، بینی مادھو

۲- کٹرہ روڈ ، الہ آباد

قیمت عـــہ/

بار اول

کوہ نور پبلشنگ ہاؤس الہ آباد - ۱۳.

فہرست مضامین

حصہ نثر

نمبر شمار	نام مضمون	صفحات از	صفحات تا	نام مصنف و مولف
۱	پیش لفظ	۱	۳	از مرتب
۲	حالات زندگی شیخ سعدیؒ	۴	۵	〃
۳	انتخاب گلستان	۶	۱۷	از شیخ سعدیؒ
۴	حالات زندگی ملا حسین واعظ	۱۸	۱۸	از مرتب
۵	انتخاب اخلاق محسنی	۱۹	۲۸	از ملا حسین واعظ کاشفی
۶	سوانح حیات مولانا جامیؒ	۲۹	۲۹	از مرتب
۷	انتخاب بہارستانِ جامیؒ	۳۰	۴۱	از مولانا عبدالرحمن جامیؒ

حصہ نظم

نمبر شمار	نام مضمون	صفحات از	صفحات تا	نام شاعر
۱	حالاتِ زندگی نظامی	۴۳	۴۳	از مرتب
۲	انتخاب سکندر نامہ	۴۴	۴۵	از نظامی گنجوی
۳	انتخاب بوستان	۴۶	۵۰	از شیخ سعدیؒ

نمبر شمار	نام مضمون	صفحات از	صفحات تا	نام شاعر
۴	غزلیات سعدیؒ	۵۱	۵۲	از شیخ سعدیؒ
۵	حالات زندگی حافظ شیرازی	۵۳	۵۳	از مرتب
۶	غزلیات حافظؒ	۵۴	۵۵	از دیوان حافظ
۷	حالات زندگی نظیری	۵۶	۵۶	از مرتب
۸	غزلیات نظیری	۵۷	۵۸	از محمد حسین نظیری نیشاپوری
۹	مختصر حالات امیر خسروؒ	۵۸	۵۸	از مرتب
۱۰	غزلیات خسروؒ	۵۹	۶۰	از دیوان امیر خسروؒ
۱۱	حالات زندگی مولانا عراقی	۶۱	۶۱	از مرتب
۱۲	غزلیات عراقی	۶۲	۶۳	از مولانا فخر الدین عراقیؒ
۱۳	مختصر حالات زندگی مرزا غالب	۶۳	۶۳	از مرتب
۱۴	غزلیات غالب	۶۴	۶۵	از مرزا اسد اللہ خاں غالب
۱۵	مختصر حالات زندگی ڈاکٹر اقبال	۶۶	۶۶	از مرتب
۱۶	کلام اقبال	۶۷	۶۸	از ڈاکٹر محمد اقبال
۱۷	مختصر حالات زندگی جگر مرادآبادی	۶۹	۶۹	از مرتب
۱۸	غزلیات جگر	۷۰	۷۱	از علی سکندر جگر مرادآبادی
۱۹	مختصر حالات زندگی عمر خیام	۷۲	۷۲	از مرتب
۲۰	رباعیات خیام	۷۳	۷۹	از حکیم ابوالفتح عمر خیام
۲۱	ضمیمہ فرہنگ و تعلیقات	۸۱	۸۸	از مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

فارسی اقتباسات جو اُردو امتحانات میں ضمنی طور پر بطریق نصاب شامل کیے جاتے ہیں اُن کی غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ فارسی الفاظ جو زبان اُردو کا جزو لاینفک ہیں۔ اُن کے سمجھنے اور استعمال کرنے میں طلبار کو دقّت محسوس نہ ہو۔ بلکہ بغیر کسی اُلجھن اور پریشانی کے ایسے الفاظ بے تکلّف سمجھنے اور استعمال کرنے پر طلبار کو قدرت حاصل ہو۔

نیاز مند تقریباً پینتالیس (۴۵) سال سے ہائی اسکول جماعتوں کو مسلسل نیز ایف۔ اے [illegible] اور بی۔ اے [illegible] طلبار کو بھی مسلسل [illegible] فارسی پڑھاتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] اُردو کے امتحانات [illegible] اور [illegible] طلبار کو فارسی پڑھاتا رہا [illegible] پینتالیس (۴۵) سال [illegible] فارسی [illegible] [illegible]

یہ واقعہ ہے کہ طلباء ان سے خاطر خواہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اسکی وجہ یہ اور صرف یہ تھی کہ ان امتحانات میں ضمنی طور پر فارسی پڑھنے والے طلباء کا مطمح نظر کسی نہ کسی طرح امتحان پاس کر لینا ہوتا ہے۔ چنانچہ تھوڑا بہت اُلٹا سیدھا ترجمہ رٹ رٹا کر امتحان پاس کر لیتے ہیں اور بس۔

نیز تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ طلباء بالعموم تاریخی واقعات اور علمی نکات جو ادق الفاظ و اصطلاحات پر مشتمل ہوتے ہیں ان کا پڑھنا تو درکنار اُن کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے بھی نہیں۔ البتہ دلچسپ حکایات اور لطائف کو بڑی دلچسپی سے پڑھتے اور سمجھ کر یاد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسا نصاب مرتب کیا جائے جو دلچسپ اخلاقی حکایتوں اور عام فہم دلکش نظموں پر مشتمل ہو تاکہ طلباء بھی اس کو دلچسپی کے ساتھ پڑھیں اور خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں اور اس مضمون کو امتحانات کے نصاب میں شامل رکھے جانے کا مقصد بھی کسی حد تک پورا ہو سکے۔

نظر بریں معنی پیش نظر فارسی نظم و نثر کا یہ مجموعہ مسلم الثبوت فارسی اساتذہ کی تصانیف سے اخذ کر کے ایسی دلچسپ اخلاقی

حکایتوں اور پُر لطف نظموں کے ذریعہ ترتیب دینے کی کوشش کی گئی ہے جس کو طلبا دلچسپی سے پڑھ کر خاطر خواہ فائدہ اُٹھا سکیں گے۔

ہر اقتباس کے شروع میں مصنف کے مختصر حالاتِ زندگی اور طرزِ نگارش پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ طلبا اجمالی طور پر مصنف کے طرزِ نگارش اور حالاتِ زندگی سے متعارف ہو سکیں۔

مجموعہ کے آخر میں بطریق ضمیمہ فرہنگ۔ تعلیقات کی ایک مختصر فہرست بھی شامل کر دی گئی ہے تاکہ طلبا کو مشکل اور ادق الفاظ کے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ اور لغات کی کتابوں کی ورق گردانی سے محفوظ رہ کر فہرست متذکرہ کے ذریعہ استفادہ کر سکیں۔

نیاز مند

قمر واحدی

مختصر حالات شیخ سعدی شیرازی

شیخ شرف الدین نام۔ مصلح الدین لقب شیراز کے رہنے والے تھے۔ اتابک ابوبکر سعد زنگی کے نام کی مناسبت سے سعدی تخلص اختیار کیا۔ ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر پائی۔ ۵۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۹۱ھ میں وفات پائی۔ لفظ "خاص" مادہ تاریخ وفات ہے۔ شیراز میں آپ کا مزار مرجع خواص و عوام ہے اور سعدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے اپنی عمر کے ابتدائی چالیس (۴۰) سال تعلیم و تعلّم میں گذارے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں تعلیم پائی۔ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی۔ مختلف علوم و فنون پر قدرت حاصل کی۔ [illegible] درمیانی [illegible] سال سیر و سیاحت میں

[illegible]

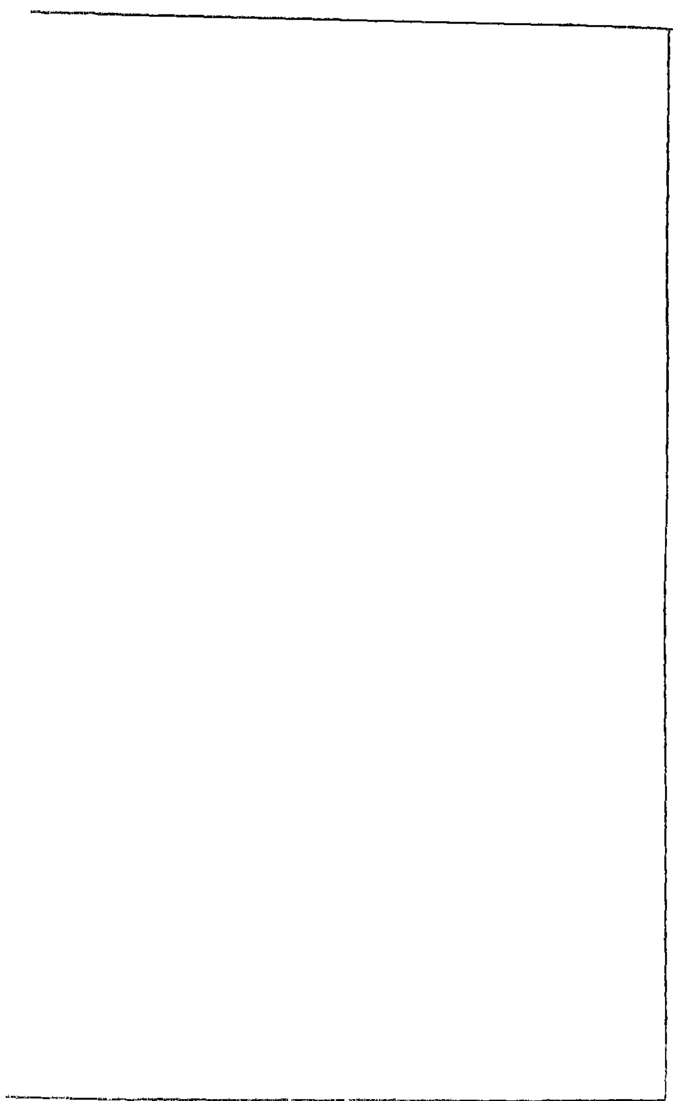
[illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

علم الاخلاق کی فارسی کتب میں جو مقبولیت گلستاں کو حاصل ہوئی۔ کسی دوسری کتاب کو میسر نہ ہوئی۔ شیخ فارسی غزل کے موجد اور پیغمبر شمار کئے جاتے ہیں۔ کلام میں سادگی، شیرینی، لطافت، سوز و گداز، واردات و واقعات، معاملہ بندی و منظرنگاری، اخلاق و تصوف۔ غرض کہ جملہ خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔



انتخاب از گلستانِ سعدیؒ

حکایت (۱)

سرہنگ زادۂ را دیدم بر در سرائے اغلمش کہ عقل و کیاستے و فہم و فراستے زائد الوصف داشت۔ ہم از عہدِ خوردی آثارِ بزرگی از ناصیۂ او پیدا۔

شعر

بالائے سرش ز ہوشمندی   می تافت ستارۂ بلندی

فی الجملہ مقبولِ نظرِ سلطان آمد۔ کہ جمالِ صورت و معنی داشت۔ و خردمنداں گفتہ اند۔ توانگری بدل است نہ بمال و بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال۔ ابنائے جنس او بر منصبِ او حسد بردند۔ و بہ خیانتے متہم کردند۔ و در کشتنِ او سعیِ بیفائدہ نمودند۔ ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ملک پرسید کہ موجبِ خصمی ایشاں در حقِ تو چیست۔ گفت در سایۂ دولتِ خداوندی دام ملکہٗ ہمگناں را راضی کردم مگر حسوداں۔ کہ راضی نمی شوند الّا بزوالِ نعمتِ من۔ و دولت و اقبالِ خداوندی باقی باد۔

قطعہ۔ توانم اینکہ نیازارم اندرونِ کسے   حسود را چہ کنم کو ز خود برنج دراست

بمیر تا برہی اے حسود کایں رنجیست   کہ از مشقتِ او جز بمرگ نتواں رست

قطعہ۔ شور بختاں بہ آرزو خواہند　　مقبلاں را زوال نعمت و جاہ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چناں　　کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

حکایت (۲)

یکے از وزرا معزول شدہ بحلقۂ درویشاں در آمد۔ و برکت صحبتِ ایشاں در وے سرایت کرد و جمعیت خاطرش دست داد۔ ملک بار دیگر با دل خوش کرد و عمل فرمود۔ قبولش نیامد۔ و گفت معزولی بہ کہ مشغولی۔

(رباعی)

آنانکہ بکنج عافیت بنشستند　　دندانِ سگ و دہانِ مردم بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند　　وز دست و زبانِ حرف گیراں رستند

ملک گفت کہ ہر آئینہ ما را خردمندے کافی باید کہ تدبیر مملکت را بشاید۔ گفت نشانِ خردمند کافی آں است کہ بچنیں کارہا تن در ندہد

حکایت (۳)

ملک زادہ گنج فراواں از پدر میراث یافت۔ و دست کرم بکشاد۔ و دادِ سخاوت بداد۔ و نعمت بے قیاس بر سپاہ و رعیت بریخت۔ قطعہ

نیاساید مشام از طبلۂ عود　　　بر آتش نہ کہ چوں عنبر ببوید
بزرگی بایدت بخشندگی کن　　　کہ تا دانہ نیفشانی نہ روید

یکے از جلسائے بے تدبیر نصیحتش آغاز کرد کہ ملوکِ پیشین مرایں دولت را بہ سعی اندوختہ اند و برائے مصلحتے نہادہ۔ دست ازیں حرکات کوتاہ کن۔ کہ واقعہا در پیش است و دشمناں از پس۔ نباید کہ وقت حاجت درمانی۔ قطعہ

اگر گنجے کنی بر عامیاں بخش　　　رسد ہر کدخدائے را برنجے
چرا نستانی از ہر یک جوے سیم　　　کہ گرد آید ترا ہر روز گنجے

ملک زادہ روئے ازیں سخن درہم آورد۔ و موافق طبع بلندش نیامد۔ و مر اورا زجر فرمود۔ و گفت۔ خداوند تعالیٰ مرا مالکِ ایں مملکت گردانیدہ تا بخورم و ببخشم۔ نہ پاسباں کہ نگہدارم۔ بیت

قاروں ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت　　　نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت

حکایت (۴)

یکے از ملوک مرضے ہائل بود۔ کہ اعادۂ ذکر آں ناکردن اولے۔
طائفہ از حکمائے یونان متفق شدند کہ مرایں درد را دوائے نیست
مگر زہرۂ آدمی کہ بچندیں صفات موصوف باشد۔ بفرمود طلب کردن
دہقاں پسرے را یافتند براں صورت کہ حکما گفتہ بودند۔ پدر و مادرش
را بخواندند و بہ نعمت بے قیاس خوشنود گردانیدند و قاضی فتوے داد
کہ خونِ یکے از رعیت ریختن بسلامتِ نفسِ بادشاہ را روا باشد۔ جلّاد
قصد کرد۔ پسر سر سوئے آسماں برآورد و تبسّم کرد۔ ملک پرسید کہ دریں
حالت چہ جائے خندیدن است۔ گفت۔ نازِ فرزند بر پدر و مادر باشد
و دعوے پیش قاضی برند و داد از پادشاہ خواہند۔ اکنوں پدر و مادر
بہ علّتِ حطامِ دنیوی مرا بخوں درسپردند۔ و قاضی بکشتنم فتوے داد
و سلطاں مصالحِ خویش اندر ہلاکِ من می بیند۔ اکنوں بجز خدائے
پناہے نمی بینم۔ بیت

پیش کہ برآورم ز دستت فریاد ہم پیش تو از دستِ تو می خواہم داد

سلطان ازیں سخن متاثر شد و آب در دیدہ بگردانید۔ و گفت۔
ہلاکِ من اولیٰ ترکہ خونِ چنیں بے گناہے ریختن۔ سر و چشمش

ببوسید۔ و در کنار گرفت و آزاد کرد۔ و نعمت بے اندازہ بخشید۔
گویند کہ ہمدراں ہفتہ سلطان صحت یافت۔

حکایت (۵)

یکے در صنعتِ کُشتی گرفتن سرآمدہ بود۔ سہ صد و شصت بند فاخر
دانستے۔ و ہر روز ازاں بنوعے کشتی گرفتے۔ مگر گوشۂ خاطرش
با یکے از شاگرداں میلے داشت۔ سہ صد و پنجاہ و نہ بندش
درآموخت۔ مگر یک بند کہ در تعلیم آں دفع انداختے و تاخیر
کردے۔ فی الجملہ پسر در قوت و صنعت سرآمد۔ و کسے را در زمانِ
او با او امکانِ مقاومت نبود۔ تا بحدے کہ روزے پیشِ ملکِ آں
روزگار گفتہ بود کہ استاد را فضیلتے کہ بر من است۔ از روئے
بزرگی است و حقِ تربیت است۔ وگرنہ بقوت ازو کمتر نیستم
و بہ صنعت با او برابرم۔ ملک را ایں سخن دشوار آمد۔ فرمود تا مصارعت
کنند۔ مقامے متسع ترتیب کردند۔ و ارکانِ دولت و اعیانِ حضرت
و زورآورانِ روئے زمین حاضر شدند۔ پسر ہمچو پیلِ مست
درآمد بصدمتے کہ اگر کوہِ روئیں بودے۔ از جا بر کندے۔
استاد دانست کہ جوان بقوت ازو برتر است۔ بداں بندِ غریب

که از وے پنہاں داشته بود۔ اورا درآویخت۔ پسر دفع آں ندانست۔ بهم برآمد۔ استاد از زمینش بدو دست بالائے سر برد۔ و بر زمیں زد۔ غریو از خلق برخاست۔ ملک فرمود استاد را خلعت و نعمت دادن و پسر را زجر فرمود و ملامت کرد۔ که با پرورندهٔ خویش دعوائے مقاومت کردی و بسر نبردی۔ گفت۔ اے بادشاہ روئے زمین بزور آوری بر من دست نیافت۔ بلکه مرا از علم کشتی دقیقهٔ مانده بود۔ و همه عمر از من دریغ می داشت۔ امروز از آں دقیقه بر من غالب آمد۔ گفت از بهر چنیں روزے نگه میداشتم۔ که زیرکاں گفته اند۔ دوست را چنداں قوت مده که اگر دشمنی کند تواند۔ نشنیدهٔ که گفت۔ آنکه از پروردهٔ خویش جفا دید۔

قطعه

یا وفا خود نبود در عالم　　یا مگر کس دریں زمانه نکرد
کس نیاموخت علم تیر از من　　که مرا عاقبت نشانه نکرد

حکایت (۶)

شیادے گیسواں بتافت که من علوی ام۔ و با قافلهٔ حجاز بشهر در آمد۔ و چناں نمود که از حج می آید۔ و قصیدهٔ پیش

پیشِ ملک برد۔ و دعوائے کرد کہ دے گفتہ است۔ ملک نعمتش
داد و اکرام کرد۔ و نوازشِ بیکراں فرمود۔ تا یکے از ندمائے
حضرتِ پادشاہ کہ دراں سال از سفرِ دریا آمدہ بود۔ گفت کہ
من اورا بہ عیدِ اضحیٰ در بصرہ دیدہ ام۔ حاجی چگونہ شد۔ دیگر
گفت۔ من اورا می شناسم پدرش نصرانی بود در ملاطیہ۔
بدانستند کہ شریف نیست و شعرش را در دیوان انوری یافتند
ملک فرمود تا بزنندش و نفی کنند تا چندیں دروغ چرا گفت
گفت اے خداوندِ روئے زمیں سخنے دیگر ماندہ است در خدمت
بگویم۔ اگر راست نباشد۔ بہر عقوبت کہ خواہی سزاوارِ آنم۔
گفت آں چیست۔ گفت۔ **قطعہ**

غریبے گرت ماست پیش آورد — دو پیمانہ آب است و یک چمچہ دوغ
اگر راست می خواہی از من شنو — جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

ملک را خندہ گرفت۔ گفت۔ ازیں راست تر سخن تا عمرِ او باشد
نگفتہ است۔ بفرمود تا انچہ مامول است۔ مہیا دارند۔ و بدل
خوشی اورا کسیل کنند۔

حکایت (۷)

یکے از پسرانِ ہارون الرشید پیشِ پدر آمد خشم آلودہ کہ مرا فلاں سرہنگ زادہ دشنام مادر داد۔ ہارون الرشید ارکانِ دولت را گفت۔ کہ جزائے چنیں کسے چہ باشد۔ یکے اشارت بکشتن کرد۔ و یکے بزبان بُریدن۔ و دیگر بمصادرت و نفی۔ ہارون گفت۔ اے پسر کرم آن است کہ عفو کنی۔ و اگر نتوانی۔ تو نیزش دشنام مادر دہ۔ اما چندانکہ از حد نگذرد۔ پس آنگہ ظلم از طرفِ تو باشد و دعوائے از قبل خصم۔

قطعہ

نہ مرد است آں بہ نزدیکِ خردمند — کہ با پیلِ دماں پیکار جوید

بلے مرد آں کس است از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

حکایت (۸)

درویشے را ضرورتے روئے نمود۔ گلیمے از خانۂ یارے بدزدید۔ و نفقہ کرد۔ حاکم فرمود کہ دستش ببرند۔ صاحبِ گلیم شفاعت کرد کہ من اورا بحل کردم۔ حاکم گفت۔ بہ شفاعتِ تو حد شرع

فرو نگذارم۔ گفت۔ آنچہ فرمودی راست است۔ امّا ہر کہ از مالِ وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نباید کہ اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَکُ۔ ہرچہ در دبستان راست وقفِ محتاجان است۔ حاکم از وے دست بداشت۔ و ملامت کردن گرفت۔ کہ جہاں بر تو تنگ آمدہ بود کہ دزدی نکردی۔ الّا از خانۂ چنیں یارے۔ گفت۔ اے خداوند نشنیدۂ کہ گفتہ اند۔ خانۂ دوستاں بروب و درِ دشمناں مکوب۔

شعر

چوں فرو ماندی بسختی تن بعجز اندر مدہ دشمناں را پوست برکن دوستاں را پوستین

حکایت (۹)

یاد دارم کہ شبے در کاروانے ہمہ شب رفتہ بودم۔ و سحر بر کنارِ بیشہ خفتہ۔ شوریدۂ کہ دراں سفر ہمراہِ ما بود۔ سحر گاہاں نعرہ بزد۔ و راہِ بیاباں گرفت۔ و یک نفس آرام نیافت۔ چوں روز شد گفتمش آں چہ حالت بود۔ گفت بلبلاں را دیدم کہ بنالش درآمدہ بودند از درخت۔ و کبکاں از کوہ۔ و غوکاں از آب۔ و بہائم از بیشہ۔ اندیشہ کردم کہ مروّت نباشد ہمہ در تسبیح و من بغفلت خفتہ کجا روا باشد۔

قطعه

دوش مرغے بصبح می نالید | عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش
یکے از دوستانِ مخلص را | گمر آوازِ من رسید بگوش
گفت باور نداشتم کہ ترا | بانگِ مرغے چنیں کند مدہوش
گفتم ایں شرط آدمیت نیست | مرغ تسبیح خوان و من خاموش

حکایت (۱۰)

یکے را از ملوک مدتِ عمر سپری شد۔ و قایم مقامے نداشت۔ وصیت کرد کہ بامداداں نخستیں کسے کہ از درِ شہر درآید تاجِ شاہی بہ سرِ وے نہید و تفویض مملکت بوے کنید۔ اتفاقاً اول کسیکہ درآمد۔ گدائے بود۔ ہمہ عمر او لقمہ اندوختہ۔ و رقعہ برقعہ دوختہ۔ ارکانِ دولت و اعیانِ حضرت وصیت ملک بجا آوردند۔ و تسلیم مفاتیح و قلاع و خزائن بدو کردند و او مدتے ملک راند تا بعضے امرائے دولت گردن از اطاعتِ او بہ پیچانیدند۔ و ملوک از ہر طرف بمنازعت برخاستند۔ و بمقاومت لشکر آراستند۔ فی الجملہ سپاہ و رعیت بہم برآمدند۔ و برخ طرفِ بلاد از قبضۂ تصرفِ او بدر رفت۔ درویش ازیں واقعہ خستہ خاطر می بود۔ تا یکے از دوستانِ قدیمش

که در حالت درویشی قرین او بود۔ از سفر باز آمد و چنان مرتبہ دیدش۔ گفت۔ منّت خدائے را عزّ و جل که بخت بلندت یاوری کرد و اقبال و دولت رهبری۔ تا گلت از خار و خارت از پا بر آمد۔

شعر

شگوفه گاه شگفته است و گاه خوشیده ... درخت وقت برهنه است و وقت پوشیده

گفت اے عزیز تعزیتم گوئے که جائے تہنیت نیست۔ آنگاه که تو دیدی۔ غم نانے داشتم و امروز غم جہانے۔

مثنوی

اگر دنیا نباشد دردمندیم
وگر باشد بمهرش پائے بندیم
بلائے زین جهان آشوب تر نیست
که رنج خاطر است ار هست و ور نیست

مختصر حالاتِ زندگی

مُلّا حسین واعظ کاشفی

ملّا حسین ابن علی واعظ کاشفی مشہور عالموں میں سے ہیں۔ بیہق سبزہ زار کے اطراف میں ایک موضع ہے وہاں پیدا ہوئے۔ زندگی کا زمانہ ہرات میں صرف کیا۔ مختلف علوم و فنون میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ سلطان حسین مرزا کے مقربین میں سے تھے۔ اخلاق محسنی ۱۴۹۴ء میں سلطان حسین مرزا کی فرمائش سے لکھی اور ان کے لڑکے ابوالمحسن کے نام سے معنون کیا۔ اس کتاب کی عبارت نہایت سلیس و رنگین ہے۔ نیز اخلاق سے متعلق تمام ضروری باتوں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور نہایت دلکش انداز میں دلچسپ اخلاقی حکایتوں سے آراستہ کرکے لائق مصنف نے اس کو زیادہ سے زیادہ مفید اور کارآمد بنادیا ہے۔ اخلاقیات میں اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

انتخاب از اخلاقِ محسنی

حکایت (۱) در بیان سخاوت

آوردہ اند کہ پادشاہے بود بغایت جوانمرد و بخشندہ۔ روزے یکے از نزدیکان خود فرمودہ کہ مرا آرزو است کہ ہزار ہزار درہم بیکے بخشم تو چہ می گوئی۔ گفت۔ ایں مقدارِ مال بسیار است۔ ایں مبلغ بصد کس بس است۔ گفت اگر نصف ازیں عطا کنم۔ چوں باشد۔ گفت۔ ہنوز بسیار است۔ گفتے۔ ثلثے تواں بخشد۔ گفت ہنوز زیادت است۔ گفت۔ در ربع چہ میگوئی۔ گفت۔ ہنوز روئے در کثرت دارد۔ القصّہ در عشر قرار داد۔ کہ صد ہزار درم باشد۔ گفت۔ اگرچہ بسیار است۔ اما بیک کس می باید داد۔ بادشاہ فرمود۔ اے بے دولت من می خواستم کہ ایں مبلغ بتو ارزانی کنم۔ خودرا محروم ساختی۔ و مرا از سخاوت باز داشتی۔ آں مرد بتضرّع درآمد۔ کہ اے ملک خطا کردم۔ امّا امید دارم کہ سلطان از عطا نگذرد۔ سلطان فرمود کہ تو سفلہ و لایقِ عقوبت نہ قابلِ عطیّت۔ ہم خودرا زیاں دادی و ہم مرا۔ زیانِ من آنست کہ اگر آں مقدار مال بتو بخشیدمے۔ در سخاوت عَلَم شدمے و ثنا

انقراض ادوار صیت کرم و مروّت من باقی ماندے۔ و زبان تو این است که از چندین مال محروم شدی۔ اکنون صد ہزار درم که خود بران قرار دادی۔ بستان۔ و دیگر در مجلس ما چنین سفلگی مکن۔

مثنوی

سفله نخواہد دگرے را بکام ‏ ‏ خس نگذارند سگے را بجام

سفله بیه رو لجوو بد نهاد ‏ ‏ خاکِ سیه بر سر هر سفله باد

حکایت (۲) در بیان صبر

آورده اند که یکے از امرا پیشِ پادشاہے ایستاده بود۔ و شاه با او در مہمے مشاورت می فرمود۔ قضارا کژدمے در پیراہنِ وے افتاده بود۔ و بہر ساعتے امیر را می گزید و از نیشِ زہر آلود خود ضرر می رسانید۔ تا وقتیکه نیشِ وے از کار بیفتاد و زہرِ بیداد بکار برد۔ اما آں امیر مطلقاً درآں مشاورت قطعِ سخن نکرد۔ و تغیر در وے ظاہر نشد۔ و سخنش از قانونِ عقل و قاعدهٔ حکمت افتادن نیافت۔ تا بخانه آمد و آں کژدم را از جامه بیروں کرد۔ این خبر به پادشاه رسید۔ متعجب و متحیر گشت۔ روز دیگر [illegible]

بملازمت آمد۔ سلطان فرمود که دفعِ ضرر از نفس [illegible]

تو چرا دیروز آزار عقرب را از خود دور نہ ساختی۔ جواب داد کہ من آن نیم۔ کہ شرف مکالمۂ چوں تو پادشاہے را بسبب الم زہر گزدے قطع کنم۔ واگر امروز در بزم بر نیش کژدم صبر نتوانم کرد۔ فردا در معرکہ رزم بہ تیغ زہرآب دادۂ دشمن چگونہ صبر توانم کرد۔ بادشاہ را ایں سخن خوش آمد۔ و مرتبہ اورا بلند گردانید۔ و بداں مقدار صبر کہ کرد بمراد و مقصد خود در رسید۔

شعر

نخواہد از سر کویت بصد چندیں جفا رفتن
نشاید شیر مرداں را بہر زخمے زجا رفتن

حکایت (۳) دربیان تواضع

آوردہ اند کہ ابن سماک بمجلس ہارون الرشید آمد۔ خلیفہ از برائے او برخاست و تعظیم کرد۔ ابن سماک گفت۔ اے خلیفہ تواضع تو در بادشاہی بزرگ تر است از پادشاہی تو۔ خلیفہ گفت۔ سخنے نیکو گفتی۔ زیادت کن۔ گفت۔ ہرکرا حق تعالیٰ مال و جمال و بزرگی دہد۔ و او از مال با بندگان خدا احسان و مواسا کند۔ و در جمال خود پارسائی ورزد و در بزرگی تواضع نماید۔

حق تعالی اورا از مخلصانِ خود گرداند۔ ہارون رشید دوات و قلم طلبید۔ و بدستِ خود این سخنان را بنوشت و این نوشتن نیز علامتِ تواضعِ خلیفہ بود۔ مثنوی

زیرکان آزمودہ اند بسے	از تواضع زیاں نہ کرد کسے
از تواضع بلند گردد نام	وز تواضع رسیدہ اند بکام
متواضع بزرگوار بود	مظہرِ لطفِ کردگار بود

حکایت (۴) دربیان شفقت و مرحمت

آوردہ اند کہ سبکتگین پدر سلطان محمود در اوائلِ حال کہ ملازم سلطان سنجر بود۔ یک سر اسپ بیش نداشت۔ و اوقاتِ او بغایت عسرت می گذشت۔ ہر روز بعزمِ شکار بہ صحرا رفتے اگر صیدے بدست آمدے۔ بداں گزرانیدے۔ روزے آہوئے دید کہ با بچۂ خود در صحرا می چرید۔ سبکتگین اسپ برانگیخت۔ آہو بگریخت۔ چوں بچۂ او خورد بود۔ با مادر نتوانست گریخت۔ سبکتگین اورا بگرفت۔ دست و پایش بربست۔ و در پیشِ زیں نہاد و راہِ شہر برگرفت۔ آہو کہ بچۂ خود گرفتار دید۔ باز گشت۔ و در پیش می دوید و فریاد می کرد۔ و می نالید سبکتگین را بروے

رحم آمد۔ دست و پاے آہو بچہ را بکشاد۔ و سر بصحرا داد۔ مادر آمد۔ و بچہ را پیش گرفت و روے بآسمان کرد۔ و بزبان بے زبانی مناجات کرد۔ ع

اے آنکہ زبانِ بے زباناں دانی

سبکتگین دستِ تہی بشہر باز آمد ہماں شب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را بخواب دید کہ با وے می گویند کہ اے سبکتگین بواسطۂ آں شفقت و مرحمت کہ از تو در وجود آمد و بجہت آں کرم و مہربانی کہ در حق آں بیچارہ زبان بستہ کردی بحضرت حق تعالیٰ تقرب تمام یافتی و ما از تو خوشنود شدیم۔ و حق سبحانہٗ تعالیٰ ترا شرفِ پادشاہی کرامت کرد۔ باید کہ با بندگانِ خدا بہ ہمیں نوع شفقت بجاے آری۔ و در بارۂ رعیت خود بطریقِ مرحمت فرو نگذاری۔ بزرگے فرمودہ کہ چوں بواسطۂ شفقت بر حیوانے پادشاہی دریں جہانِ فانی یابند۔ اگر بجہتِ مرحمت بر انسانے سلطنت ملکِ باقی یابند ہیچ عجیب و غریب نیست۔

مثنوی

دستِ رعایت ز رعیت مدار ۔۔۔ کارِ رعیت برعایت سپار

مرحمتے کن کہ جگر خستہ اند ۔۔۔ در کرمِ لطفِ تو دل بستہ اند

حکایت (۵) در بیانِ عدل

آورده اند که یکے از علما در مجلس مامون الرشید حدیث روایت
کرد که اشخاص پادشاهِ عادل در قبر متفرق نمی شود. و اجزاے
ایشاں از دیگر نمی ریزند مامون فرمود که مرا در صدقِ حدیث
شائبه در یبے نیست. اما داعیه دارم که دخمهٔ نوشیرواں را ببینم.
زیراکه او فی الواقع مظہرِ عدل بوده. و بزبانِ معجز بیان حضرتِ رسالت
پناه (صلی الله علیه وسلم) گذشته که من تولد شدم بزمانِ ملکِ عادل.
پس عزیمتِ مداین کرد. چوں بدانجا رسید. فرمود تا دخمهٔ
نوشیرواں بکشادند. و بدانجا آمد. دید که تازه در خاک خفته
چنانکه شخصے در خواب باشد. و سه انگشتری در دست داشته.
بر نگینِ هر یک پندے نوشته. اول آنکه با دوستان و دشمن
مدارا کن. دویم اینکه کارها بے مشورتِ خردمنداں مشروع
منمائے. سویم رعایتِ رعیت فرو مگذار. در روایتے دیگر آمده
که لوحے بالاے سرش آویخته بود. و بران لوح نوشته که هر که
خواهد که خدا او را بزرگ گرداند. گو علماے زمانِ خود را بزرگ
گرداں. و هر که خواهد که ملکِ او بسیار شود گو [illegible]

خود را بسیار ساز۔ مامون فرمود۔ تا آں پند ہا را بنوشتند و آں
خاک را بہ عطر آلودہ سرش بہ پوشیدند۔

مثنوی

عدل در دنیا نکو نامت کند　　در قیامت خوب فرجامت کند
اندریں عالم معظم سازدت　　چوں بداں عالم رسی بنوازدت

حکایت (۶) دیگر در عدل

از امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ در کتاب جواہر الامارۃ نقل کردہ اند
کہ ایشاں گفتند۔ در جاہلیت بہ تجارت جانب مداین می رفتم۔
و چہل جامہ بردیمانی با من بود۔ چوں بحوالیِ مداین رسیدم۔ دزداں
سرِ راہِ من گرفتند و مرا غارت کردہ بارِ ما بردند۔ و من بعد
محنت خود را بمداین رسانیدم و بداد خواہی بدرگاہِ نوشیرواں
رفتم۔ چوں صورت ظلمِ من بسمع نوشیرواں رسید و بر کماہی
حال من اطلاع یافت۔ حاجبے را فرستاد۔ تا دستِ من گرفتہ
مرا بوثاقے فرود آورد۔ و گفت۔ اینجا باش۔ تا دزد را طلب
کنند و بردہا را بستانند۔ و من دراں وثاق می بودم۔ و ہر روز
از مطبخ خاص خوانچۂ طعام ملوکانہ می آوردند۔ و پیش من می نہادند

و من هر روز بپیش گاهِ کسریٰ می رفتم۔ و نظارهٔ مراسم مملکت داری و رعیت پروری می کردم۔ تا بعد از چہل روز بداں وثاق در آمدم۔ جامہائے پردہ را دیدم نہادہ و دستے بریدہ آنجا افتادہ۔ و کاغذ و چہل تنگۂ زرِ سرخ ہمراہ وے بود۔ و برآں کاغذ نوشتہ کہ چہل روز بایستادی۔ تا دزد را بدست آورند درخت تو نزدِ تو رسید۔ این چہل تنگہ مزدِ چہل روز انتظارِ تست۔ چوں بولایتِ خود رسی باید کہ از ما شکایتے نہ کنی۔

حکایت (۷) دیگر در بیانِ عدل

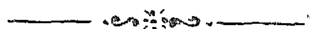
آوردہ اند کہ بادشاہ قباد روزے در شکار از لشکر جدا افتادہ ہوا گرم شدہ از تشنگی بے طاقت گشتہ ہر طرف می نگریست و سایہ و سرچشمہ می طلبید از دور سیاہی بنظرش در آمد۔ مرکب بداں طرف راند۔ خیمۂ کہنہ دید درمیان بادیہ زدہ۔ و پیر زنے با دختر خود در سایۂ آں نشستہ۔ چوں رسید آں زن از خیمہ بیروں دوید۔ عنانش گرفتہ فرود آورد۔ ما حضر کہ داشت حاضر کرد۔ قباد طعامے خورد و آبے بیاشامید۔

خواب برو غلبه کرد۔ لحظهٔ بیارامید۔ چوں از خواب برآمد۔
گاه بیگاه شده بود۔ شب ہمانجا اقامت نمود بعد از نماز
شام گاوے از صحرا بیامد۔ و دخترکِ آں زال آں گاؤ را
بدوشید۔ شیر بسیار حاصل شد۔ چنانچہ قباد را ازاں تعجب
آمد۔ و بدل گفت ایں جماعت بجہت آں در صحرا نشستہ اند۔
تاکسے بر سرِّ ایشاں اطلاع نیابد۔ و ہر روز چندیں شیر
از گاوے می گیرند۔ اگر در ہفتہ یک روز بہ سلطاں دہند۔
حالِ ایشاں را خللے نمی رسد۔ و خزانہ را توفیرے می فزود۔ نیت
کرد۔ چوں بدار الملک برسد۔ آں مواضعہ را بہ رعیت بنہد۔
چوں صباح شد۔ دخترک گاؤ را گرفت کہ بدوشد۔ اندکے شیر
فرود آمد۔ فریاد برآوردہ بپیش مادر دوید۔ کہ مادر رشئے بدعا آر۔
کہ بادشاہِ ما نیتِ ظلم کردہ است۔ قباد تعجب نمود۔ و گفت۔
از چہ دانستی۔ گفت ہر بامداداں گاوِ ما بسیار شیر دادے
و امروز اندک۔ ہرگاہ کہ بادشاہ نیتِ ظلم کند۔ حق سبحانہٗ از
ہمہ اشیاء برکت بردارد۔ قباد گفت۔ راست گفتی۔ و آں
نیت از دل بیروں کردہ گفت۔ اکنوں برو۔ و بر سرِ کار شو۔
پس دختر برخاست۔ و دیگر بار گاؤ را بدوشید۔ شیر بسیار

حاصل شد۔ بارِ دیگر پیش مادر دوید و مژدۂ نیک نیتی پادشاہ بوے رسانید۔ و از اینجا گفتہ اند۔ کہ ملک عادل بہتر است از ابر بارندہ۔ و آفتاب تابندہ۔

نظم

هر آں نم کہ از ابرِ باراں بود | باندیشۂ شہریاراں بود
چو برگردد اندیشۂ پادشاہ | نیاید زمیں نم بوقت ہوا
چو عادل بود شہ ز سختی منال | کہ عدلش بہ است از فراخیِ سال



مختصر سوانح حیات مولانا جامیؒ

عبدالرحمٰن نام۔ نورالدین لقب۔ جامی تخلص۔ قصبہ جام ضلع ہرات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اس کے بعد حصول تعلیم کی غرض سے مختلف مقامات میں گئے۔ اور علوم متداولہ معقول و منقول میں بلند مرتبہ حاصل کیا۔ نظم و نثر دونوں پر قدرت کاملہ حاصل تھی۔ متعدد تصانیف ہیں۔ منجملہ اُن کے بہارستانِ جامی ایک ہے۔ جس میں نہایت دلچسپ حکایتوں کے ذریعہ بہترین اخلاقی درس دیا گیا ہے۔ عبارت میں انتہائی شگفتگی، سلاست اور روانی ہے۔ نظم میں ایک ضخیم دیوان آپ کی یادگار ہے۔ جو زیادہ تر نعتیہ کلام پر مشتمل ہے۔

انتخاب از بہارستانِ جامی

حکایت (۱)

کژدمے زہر مضرت در نیش و نیّرِ ہلاکت در کیش عزیمت
سفر کرد۔ ناگاہ بر لبِ آبے رسید۔ خشک فرو ماند۔ نہ پائے
رفتن نہ راہ بازگشتن۔ سنگ پشت ایں معنی را ازوے مشاہدہ
کرد۔ بروئے ترحّم نمودہ بر پشت خود سوار کردہ خود را در آب
انداخت۔ و شناکناں رو بجانبِ دیگر نہاد۔ در آں اثنا
آوازے بگوشش رسید۔ کہ کژدم بر پشتِ وے چیزے
می زند۔ پرسید کہ ایں چہ آواز است۔ جواب داد کہ ایں آوازِ
نیشِ من است بر پشتِ تو۔ ہر چند می دانم۔ کہ براں کارگر
نمی آید۔ اما عادتِ خود را نمی توانم گذاشت۔

فرد

نیشِ عقرب نہ از پئے کین است   مقتضائے طبیعتش این است

سنگ پشت با خود گفت۔ کہ ہیچ بہ ازیں نیست۔ کہ ایں بدسرشت
را ازیں خوئے بد برہانم۔ و نیکو سیرتاں را از آسیبِ وے

خلاص دہم۔ پس آب فرو رفت۔ و ویرا موج بر بود۔ گویا کہ ہرگز نبود۔

قطعہ

ہر عوانے کہ دریں واگہ شرو فساد   تا ز صد حیلہ بہر لحظہ از و سازد بند
بہ ازاں نیست کہ در موجِ فنا غوطہ خورد   وے ز بد خلقیِ خود خلق از و باز رہند

حکایت (۲)

اشترے مہارِ خود در پائے کشاں بصحرا می چرید۔ موشے بوے رسید۔ و اورا بے خداوند دید۔ حرصش براں داشت کہ مہارش گرفتہ بخانۂ خود رواں شد۔ شتر نیز از آنجا کہ فطرتِ او مقصود بر انقیاد است۔ و جبلتِ او مجبور بر عدم مخالفت و عناد۔ با او موافقت کرد۔ چوں بخانۂ او رسید۔ سوراخے دید بغایت تنگ۔ گفت۔ اے محال اندیش۔ ایں چہ بود کہ کردی۔ خانۂ تو چناں تنگ و جثۂ من چنیں بزرگ۔ نہ خانۂ تو ازیں بزرگ تر خواہد شد۔ و نہ جثۂ من خُرد۔ میان من و تو چگونہ صحبت در گیرد۔ و مجالست چوں صورت پذیرد۔

قطعہ

چوں روی اصل زنیساں کہ می بینم ترا   در قفا از بار حرص دآز اشتر وارہا
بارہائے خوشترہا قدیے سبک گرداں کہ نیست   تنگنائے مرگ را گنجا ئشِ ایں بارہا

حکایت (۳)

سگے از بہرِ طعمہ بر درِ شہرے رسید۔ ایستادہ دید کہ قرصِ نان گرہ داں گرداں از شہر بیرون آمد۔ در روئے بصحرا نہاد۔ سگ در دنبالِ وے رواں شد۔ و آواز داد۔ کہ اے قوتِ من و قوتِ رواں و اے آرزوئے دل و آرامِ جان عزم کجا کردہٗ و روئے بچہ آوردہٗ۔ گفت۔ دریں بیاباں با جمعے از گرگاں و پلنگاں آشنائی دارم و احرامِ زیارتِ ایشاں بستہ ام۔ سگ گفت۔ مرا مترساں کہ اگر بکامِ نہنگ و دہانِ شیر و پلنگ در روئے من باشد۔ اما من در قفائے توام و از تو جدا شدنی نے۔

قطعہ

آنم کہ بہ عمرِ خویش ہرگز خالی نشوم ز آرزویت
گر گرد ہمہ جہاں بگردی ساکن نشوم ز جستجویت

حکایت (۴)

روباہے بر سرِ راہے ایستادہ بود۔ و چشم مراقب بر

چپ و راست نهاده - ناگاه از دور سیاهی پیدا شد - چون
نزدیک رسید - دید که یکے درنده گرگ با سگے بزرگ ، ہمچو
دوستانِ صادق و یارانِ موافق ہمراه می آیند - نہ آنرا ازیں
توہم فریبے و نہ ایں را از و دغدغۂ آسیبے - روباه پیش دوید -
و سلام کرد - و وظیفۂ احترام بجا آورده گفت - بحمد اللہ کیں دیریں
بمہر تازه بدل شد - و دشمنیِ قدیم بدوستیِ جدید عوض گشته - اما
می خواہم که بدانم سببِ جمعیتِ شما چیست - و باعثِ ایں امنیت
کیست - سگ گفت - امنیتِ ما دشمنیِ شبان است - اما دشمنیِ
گرگ و شبان مستغنی از بیان است - و سببِ دشمنیِ من با وے
آنکه روزے ایں گرگ که امروز مرا دولتِ رفاقت وے
دست داده - بر رمۂ ما حمله کرد و یک بره بر بود من چنانکه عادت
من بود - در قفایش دویدم - تا بره از وے بستانم - تا آنکه
بوے رسیدم - چوں باز آمدم - شبان چوبدستی کشید و بے موجب
مرا برنجانید - من نیز رابطۂ دوستی از وے گسستم و با دشمنِ
قدیم پیوستم -

قطعه

بدشمن دوست شو زیشاں که ہرگز   بہ تیغِ دشمنی نخراشدت پوست
کن با دوست چندیں دشمنی ساز   که بر زخمِ تو با دشمن شود دوست

حکایت (۵)

موشے چند سال در دُکان خواجہ بقال بود۔ و از نقلہائے خشک و میوہائے تر می خورد۔ خواجہ بقال آنرا می دید۔ و اغماض می کرد۔ و از مکافاتِ وے اعراض می نمود۔ تا روزے حرصش برآں داشت۔ کہ ہمیان خواجہ ببرید و از سرخ و سفید ہرچہ بود بخانۂ خود کشید۔ خواجہ بوقتِ حاجت دست بہ ہمیان برد۔ چوں کیسۂ مفلساں تہی یافت۔ و چوں معدۂ گرسنگاں خالی۔ دانست۔ کہ ایں کارِ موش است۔ پس گربہ وار کمیں کرد۔ و اورا بگرفت۔ و رشتۂ دراز در پائے او بست و بگذاشت۔ تا بسوراخے خود رفت۔ و باندازۂ رشتہ غورِ آں سوراخ را بدانست۔ دنبال را بگرفت۔ کہ آں سوراخ را بکند۔ پس ہمچناں کرد۔ چوں بخانۂ وے رسید خانۂ دید کہ چوں دکانِ صرافاں سرخ و سفید بہم ریختہ۔ و دینار و درہم باہم آمیختہ حقِ خود بیروں آوردہ تصرف نمود۔ و موش را آوردہ بچنگالِ گربہ بسپرد۔ تا جزائے خود دید آنچہ دید۔ و مکافاتِ حق ناشناسی خود کشید آنچہ کشید۔

قطعه

گر شور و شرے هست حریفان جهان را   خرم دل قانع که ز هر شور و شرے رست

در عز قناعت همه روح آمده و رفت   در حرص فرح نیست مگر درد سرے هست

حکایت (۶)

روباهے باگرگ دم مصاحبت می زد۔ و قدم موافقت می نهاد۔ بباغے گذشتند۔ در او استوار بود۔ و دیوار پُر از خار گرد آں گردیدند۔ تا بسوراخے رسیدند۔ که بر روباه فراخ بود۔ و بر گرگ تنگ۔ روباه آساں در آمد و گرگ بزحمت۔ فراواں انگور ها دیدند۔ و میوه هاے رنگا رنگ یافتند۔ روباه زیرک بود۔ حال بیروں رفتن را ملاحظه نمود۔ و گرگ غافل۔ چنداں که توانست بخورد۔ ناگاه باغباں آگاه شد۔ چوبے بر داشت۔ و روے بایشاں نهاد۔ روباه باریک میاں زود از سوراخ بدر رفت۔ و گرگ بزرگ شکم در آنجا محکم شد۔ باغباں بوے رسید۔ چوب بدستی کشید۔ و چنداں بزد که گرگ نه زنده نه مرده۔ پوست دریده پشم کنده از آں تنگناے بیروں رفت۔

قطعه

زورمندی مکن اے خواجہ بزیر　　کاخر کار زبوں خواہی رفت
فربهت کرد بسے نعمت ہا　　زاں بیندیش کہ چوں خواہی رفت

حکایت (۷)

ابراہیم ابن سلیمان بن عبدالملک گوید۔ کہ دراں وقت کہ نوبتِ خلافت از بنی اُمیہّ بہ بنی عباس انتقال یافت و بنی العباس بنی اُمیہّ را می گرفتند۔ و می کشتند۔ من بیرونِ کوفہ بر بام سرائے کہ بصحرا مشرف بود۔ نشستہ بودم دیدم کہ گروہِ علمائے سیاہ از کوفہ بیروں آمد۔ در خاطرِ من چنیں افتاد۔ کہ آں جماعت بہ طلبِ من می آیند۔ از بام فرود آمدم۔ و بکوفہ درآمدم ہیچ کس را نمی شناختم۔ کہ پیشِ وے پنہاں شوم۔ بر درِ سرائے بزرگ رسیدم دراں دم دیدم کہ مردے خوبصورت سوار ایستادہ است۔ و جمعے از غلاماں و خادماں گرد او برآمدہ۔ در پیش آمدم۔ سلام کردم۔ گفت۔ تو کیستی و حاجت تو چیست۔ گفتم مردے ام گریختہ و از خصم ترسیدہ۔ بمنزلِ تو

پناه آورده ام۔ مرا بمنزلِ خود درآورد۔ و حجرہ کہ نزد حرم وے
بود۔ بنشاند۔ چند روز آنجا بودم بہ بہترین حال۔ و از مطاعم
و مشارب و ملابس ہرچہ دوست تر می داشتم۔ ہمہ بپیشِ من
بود۔ و از من، ہیچ نمی پرسید۔ ہر روز یکبار سوار می شد۔ و باز
می آمد۔ روزے ازو پرسیدم کہ ہر روز ترا می بینم کہ سوار
شوی و زود می آئی۔ بچہ کار می روی۔ گفت۔ ابراہیم ابن سلیمان
پدرِ مرا کشتہ است۔ شنیدہ ام کہ پنہاں شدہ است۔ ہر روز
می روم۔ بامید آنکہ شاید ویرا بیابم۔ و قصاص پدر ازو بستانم۔
چوں ایں را بشنیدم از ادبارِ خود در تعجب ماندم۔ کہ مرا قضا
در منزلِ کسے انداخت۔ کہ طالب قتلِ من است۔ از حیاتِ خود
سیر آمدم۔ ازاں مرد، نام وے و نام پدرش پرسیدم۔ دانستم
کہ راست می گوید۔ گفتم اے جوانمرد! ترا در ذمۂ من حقوق بسیار
است۔ بر من واجب است کہ بر خصمِ تو دلالت کنم۔ و ایں راہ
آمد و شد بر تو کوتاہ گردانم۔ ابراہیم ابن سلیمان منم۔ خونِ پدرِ خود
از من بخواہ۔ او از من باور نکرد۔ و گفت۔ از حیاتِ خود بہ تنگ
آمدہ و میخواہی کہ از محنت خلاص شوی۔ گفتم۔ لا واللہ من
ورا کشتہ ام۔ نشانہا گفتم۔ دانست کہ راست می گویم۔ رنگِ

رویش برافروخت و چشمانش سرخ شد زمانے سر در پیش انداخت۔ بعد ازاں گفت۔ زود شد کہ بہ پدرم رسی۔ و داد دادِ خود از تو خواہد۔ اما من ز بہارے کہ ترا دادہ ام۔ باطل نہ کنم۔ برخیز و بیروں رو۔ کہ بر نفسِ خود ایمن نیستم۔ مبادا کہ گزندے بتو رسانم ایں گفت و ہزار دینار عطا فرمود۔ بگرفتم و بیروں آمدم۔

نظم

جواں مردا جواں مردی بیاموز ز مردانِ جہاں مردی بیاموز
درون از کینِ کیں جویاں نگہدار زباں از طعن بدگویاں نگہدار
نکوئی کن بآں کو با تو بد کرد کہ آں بد رخنہ در اقبالِ خود کرد
چو آئینِ نکو کاری کنی ساز نگردد جز بتو آں نیکوی باز

حکایت (۸)

از عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ می آرند۔ کہ روزے عزیمت سفر کردہ بود۔ در نخلستان قومے را دید فرود آمد و غلام سیاہ نگہبانِ آں درختاں بود۔ آں غلام را دو قرص

از خانہ آمد۔ پیش وے سگے ایستادہ بود۔ یک قرص اور را انداخت۔ بخورد۔ پس دیگرے را نیز بینداخت۔ آنرا ہم بخورد۔ عبداللہ از وے پرسید کہ ہر روز قوتِ تو چیست۔ گفت۔ آنچہ دیدی۔ فرمود۔ چرا ویرا بر نفسِ خود ایثار کردی۔ گفت۔ وے از ما غریب است۔ گمان می برم کہ از مسافتِ دور آمدہ است۔ و گرسنہ است۔ نخواستم کہ ویرا گرسنہ بگذارم۔ پس گفتمش کہ امروز چہ خواہی خورد۔ گفت۔ روزہ خواہم داشت۔ عبداللہ با خود گفت۔ کہ ہمہ خلق در سخا مرا ملامت کنند۔ حق این است۔ کہ این غلام از من سخی تر است۔ پس آں غلام را آزاد کرد۔ و نخلستان را بوے بخشید۔

قطعہ

نفسِ سگ را بیک دو لقمۂ ناں
بر سگِ نفس ہر کہ کرد ایثار
گر بود بندہ فی المثل شاید
خواجگاں را بہ بندگیش قرار

حکایت (۹)

سگے را گفتند۔ سبب چیست کہ از درِ ہر خانہ کہ باشی۔ گدا گردِ آں خانہ نتواں گذشت۔ گفت من از حرص و طمع دورم و بے طمعی و قناعت مشہور۔ از خوانے بہ تنک نانے قانع ام۔ و از بریانے بہ خشک استخوانے خورسند۔ اما گدا سخرۂ حرص و طمع و مدعیِ جوع و منکر شبع۔ نان یک ہفتہ اش در انبان۔ و زبانش در طلب نانِ یک شبہ جنباں۔ تمنائے دو روزہ اش بر پشت۔ و عصائے دریوزہ اش در مشت۔ قناعت از حرص و طمع دور است۔ و قانع از حریص و طامع نفور۔

قطعہ

در ہر دلے کہ عزِ قناعت بنہاد پائے
از ہر چہ بود حرص و طمع را ببست دست

ہر جا کہ عرض کرد قناعت متاعِ خویش
بازارِ حرص و معرکہ آرزو شکست

حکایت (۱۰)

شغالے خروسے را در خوابِ سحر بگرفت۔ فریاد برداشت کہ من مونس بیدارانم۔ و موذنِ شب زندہ داران۔ از کشتنِ من بہ پرہیز۔ و خونِ مرا بہ تیغ تعدّی مریز۔ شغال گفت ۔ من در کشتنِ تو چناں یک جہت نیستم کہ بہ ہیچ وجہ ازاں بازایستم۔ و خود را ازیں اختیار پرداختم۔ و ترا دریں صورت مخیر ساختم۔ اگر خواہی بیک ضرب پنجہ جان ترا بستانم۔ و اگر خواہی۔ لقمہ لقمہ گردانم۔

قطعہ

جز بہ تدبیرِ خرد از سرِ خود دور مکن
گر شرے بہرِ تو آں شورو شرے گیرد پیش

بہ تضرّع مسپر راہ خلاصی کہ بآں
از بدش گر نگذاری تیرے گیرد پیش

حصۂ نظم

مختصر حالاتِ زندگی نظامی گنجوی

ابو محمدؒ نظام الدین الیاس نام۔ نظامی تخلص ہے۔ سنہ ۱۱۴۱ھ میں بمقام گنجہ ولادت ہوئی۔ اسی مناسبت سے نظامی گنجوی کہلاتے ہیں۔ تحصیل علوم کے بعد شاعری کی طرف توجہ کی اور اس قدر کمال حاصل کیا کہ بڑے بڑے اُمرا و سلاطین اُن سے ملنے کے مشتاق رہتے تھے۔ نظامی نے پانچ ضخیم ضخیم مثنویاں لکھیں۔ جو پنج گنج یا خمسۂ نظامی کہلاتی ہیں۔ ان پانچوں مثنویوں میں سکندرنامہ اور مخزنِ اسرار کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نظامی کو واقعہ نگاری اور جذبات نویسی میں یدِطولیٰ حاصل تھا۔ زورِ بیان اور قدرتِ کلام، نازک استعارات اور لطیف تشبیہات کے استعمال پر نظامی کو جو قدرت حاصل ہے۔ اوروں کے یہاں بہت کم دیکھنے میں آئی۔

انتخاب از سکندر نامۂ نظامی گنجوی

خدایا جہاں پادشاہی تراست — ز ما خدمت آید خدائی تراست

پناہِ بلندی و پستی توئی — ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

ہمہ آفریدہ است بالا و پست — توئی آفرینندۂ ہرچہ ہست

چناں آفریدی زمین و زماں — ہماں گردشِ انجم و آسماں

کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند — سرِ خود برون ناورد زیں کمند

بود آفرینش تو بودی خدائے — نباشد ہمہ ہم تو باشی بجائے

ہمہ زیرِ دستیم و فرماں پذیر — توئی یاوری دہ توئی دستگیر

پدید آورِ خلق و عالم توئی — تو میرانی و زندہ کن ہم توئی

بد و نیک را از تو آید کلید — ز تو نیک و از من بد آید پدید

چو نامِ تو ام جاں نوازی کند — بمن دیو کے دست بازی کند

چو عاجز رہانندہ دانم ترا — دریں عاجزی کے نخواہم ترا

بلے کارِ تو بندہ پروردن است — مرا کار با بندگی کردن است

نگہدارم از رخنۂ رہزناں — مکن شاد بر من دلِ دشمناں

نشاید ترا جز بتو ..... یافتن — عناں باید از ہر درے تافتن

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حسابِ کم و بیش را

مُناجات

بزرگا! بزرگی دہا! بیکسم — توئی یاوری بخش و یاری رسم

نیاوردم از خانہ چیزے نخست — تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

چو کردی چراغِ مرا نور دار — ز من بادِ مشعل کشاں دور دار

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم — بدرگاہِ تو روسیاہ آمدم

سیاہِ مرا ہم تو گرداں سپید — مگر دانم از درگہت ناامید

خداوند مائی و ما بندہ ایم — بہ نیروئے تو یک بیک زندہ ایم

براں دارم اے مصلحت خواہِ من — کہ باشد سوئے مصلحت راہِ من

رہے پیشم آور کہ انجام کار — تو خوشنود باشی و من رستگار

امیدم بتو ہست زاندازہ بیش — مکن ناامیدم ز درگاہِ خویش

زخود گرچہ مرکب بروں راندہ ام — براہِ تو در نیم رہ ماندہ ام

تو بازارِ من بے من آراستی — بداں رسم و آئیں کہ می خواستی

ز رونق مبر نقشِ آرائشم — نصیبے دہ از گنج بخشائشم

تو دادی مرا پایگاہِ بلند — توام دستگیر اندریں پایہ بند

سرے را کہ بر سر نہادی کلاہ — مینداز در پائے ہر خاکِ راہ

نظامی دریں بارگاہِ رفیع — نیاری بجز مصطفٰی را شفیع

انتخاب از بوستانِ سعدی

حکایت (۱)

تو کے بشنوی نالۂ دادخواہ — بکیواں برت کلۂ خوابگاہ
چناں خسپ کاید فغانت بگوش — اگر داد خواہے برآرد خروش
کہ نالد ز ظالم کہ در دورِ تست — کہ ہر جور کو می کند جورِ تست
نہ سگ دامنِ کاروانی درید — کہ دہقانِ ناداں کہ سگ پرورید
دلیر آمدی سعدیا در سخن — چو تیغے بدست است فتحے بکن
بگو آنچہ دانی کہ حق گفتہ بہ — نہ رشوت ستانی و نے عشوہ دہ
زباں بند و دفتر ز حکمت بشوئے — طمع بگسل و ہرچہ خواہی بگوئے

حکایت (۲)

شنیدم کہ در وقتِ نزعِ رواں — بہ ہرمز چنیں گفت نوشیرواں
کہ خاطر نگہدار درویش باش — نہ در بندِ آسایشِ خویش باش
نیاید بنزدیک دانا پسند — شباں خفتہ و گرگ در گوسپند
برو پاس درویشِ محتاج دار — کہ شاہ از رعیت بود تاجدار

رعیت چو بیخ اند سلطان درخت / درخت اے پسر باشد از بیخ سخت
مکن تا توانی دلِ خلق ریش / وگر می کنی می کنی بیخ خویش
اگر جادهٔ بایدت مستقیم / رهِ پارسایان امیداست و بیم
گزندِ کسانش نباید پسند / کہ ترسد کہ در ملکش آید گزند
وگر در سرشت وے ایں خوے نیست / دراں کشور آسودگی بوے نیست
فراخی دراں مرز و کشور مخواہ / کہ دل تنگ بینی رعیت ز شاہ
ز مستکبران دلاور بترس / ازاں کو نترسد زداور بترس
خرابی و بدنامی آید ز جور / بزرگاں رسند ایں سخن را بغور
رعیت نشاید بہ بیداد کشت / کہ مر سلطنت را پناہند و پشت
مراعاتِ دہقاں کن از بہرِ خویش / کہ مزدورِ خوش دل کند کار بیش
مروت نباشد بدی با کسے / کز و نیکوی دیدہ باشی بسے

حکایت (۳)

شبے دودِ خلق آتشے برفروخت / شنیدم کہ بغداد نیمے بسوخت
یکے شکر گفت اندراں حال زود / کہ دکانِ مارا گزندے نبود
جہاندیدۂ گفتش اے بوالہوس / ترا خود غمِ خویشتن بود و بس
پسندی کہ شہرے بسوزد بنار / وگرچہ سرایت بود برکنار

بجز سنگ دل کے کند معدہ تنگ — چو بیند کساں بر شکم بستہ سنگ
توانگر خود آں لقمہ چوں می خورد — چو بیند کہ درویش خوں می خورد
مگو تندرست است رنجور دار — کہ می پیچد از غصہ رنجور وار
تنک دل چو یاراں بمنزل رسند — نخسپد کہ واماندگاں در پسند
دل پادشاہاں شود بارکش — چو بینند در گل خر خارکش
اگر در سرائے سعادت کسے است — ز گفتار سعدیش حرفے بسے است

ہمینت بسند است اگر بشنوی
اگر خار کاری سمن ندروی

حکایت (۴)

یکے بر سر شاخ و بن می برید — خداوند بستاں نگہ کرد و دید
بگفتا کہ ایں مرد بد می کند — نہ با من کہ با نفس خود می کند
نصیحت نجات است اگر بشنوی — ضعیفاں مپیچاں بکتف قوی
کہ فردا بداور برد خسروے — گدائے کہ پیشت نیرزد جوے
چو خواہی کہ فردا بود مہترے — مکن دشمن خویشتن کہترے
کہ چوں بگذرد بر تو ایں سلطنت — بگیرد بکیں آں گدا دامنت
مکن پنجہ از ناتواناں بدار — کہ گر بفگنندت شوی شرمسار

گزشت است در چشم آزادگان | بیفتادن از دست افتادگان
بزرگان روشندل و نیک بخت | بفرزانگی تاج بردند و تخت

بدنبالهٔ راستان کج مرو
وگر راست خواهی ز سعدی شنو

حکایت (۵)

شنیدم که دارای فرخ تبار | ز لشکر جدا ماند روز شکار
دوان آمدش گله بانی به پیش | شهنشه برآورد تیر از کمیش
بصحرا در از دشمنان دار باک | که در خانه باشد گل از خار پاک
برآورد چوپان به دل خروش | که دشمن نیم در هلاکم مکوش
من آنم که اسپان شه پرورم | بخدمت بدین مرغزار اندرم
ملک را دل رفته آمد بجای | بخندید و گفت ای نکوهیده رای
ترا یاوری کرد فرخ سروش | وگرنه زه آورده بودم بگوش
نگهبان مرعی بخندید و گفت | نصیحت ز یاران نشاید نهفت
نه تدبیر محمود و رای نکوست | که دشمن نداند شهنشه ز دوست
چنان است در مهتری شرط زیست | که هر کهتری را بدانی که کیست
مرا بارها در حضر دیده | ز خیل و چراگاه پرسیده

کنونت بمهر آمدم پیش باز	نمی دانیم از بد اندیش باز
توانم من اے نامور شهریار	که اسپے برون آرم از صد هزار
مرا گله بانی بعقل است و رائے	تو هم گلهٔ خویش داری بپائے

دران دارِ ملک از خلل غم بود
که تدبیرِ شاه از شبان کم بود

غزلیاتِ سعدیؒ

(۱)

مشتاقی و صبوری از حد گذشت یارا — گر تو شکیب داری طاقت نماند ما را
بارے بچشمِ احسان در حالِ من نظر کن — کز خوانِ پادشاہان نعمت رسد گدا را
سلطاں کہ خشم گیرد بر بندگانِ حضرت — حکمش رسد ولیکن حدّے بود جفا را
من بے تو زندگانی خود را نمی پسندم — کاسایشے نباشد بے دوستاں بقا را
چوں تشنہ جاں سپردم وانگہ چہ سود دارد — آب از دو چشم دادن بر خاکِ من گیا را
حالِ نیازمندی در وصف می نیاید — آنگہ کہ باز گردیم گوئیم ماجرا را
باز آ و جانِ شیریں از من ستاں بخدمت — دیگر چہ برگ باشد درویشِ بے نوا را
یارب تو آشنا را مہلت دہ و سلامت — چندانکہ باز بیند دیدارِ آشنا را

سعدی قلم بسختی وقت است و نیک بختی
بر ہر چہ پیشت آید گردن بنہ قضا را

غزل (۲)

تو خود بصحبتِ امثالِ ما نپردازی — نظر بحالِ پریشانِ ما نیندازی

وصالِ ما و شما دیر متفق گردد — که من اسیرِ نیازم تو صاحبِ نازی

کجا بصید ملخ همت فرود آید — بدین صفت که تو بازِ بلندپروازی

وگر هلاک منت درخور است باکی نیست — قتیلِ عشق شهید است و قاتلش غازی

کدام سنگدل است آنکه عیب من گوید — گر آفتاب ببینی چو موم بگدازی

میسرت نشود عاشقی و مستوری — که عاقبت بکند رنگِ روی غمازی

چه جرم رفت که با ما سخن نمی‌گوئی — چه دشمنی که تو با دوستان نمی‌سازی

هنوز با همه بدعهدیت دعا گویم — که گر بقهر برانی به لطف بنوازی

تو آنچه صاحب دیوان مکن که سعدی را
[illegible] ره از نظرِ خویشتن بیندازی

---

۴ — [illegible]

[illegible]

مختصر حالاتِ زندگی خواجہ حافظ شیرازی

شمس الدین نام۔ حافظ تخلص۔ خواجہ بہاؤالدین ملک التجار کے بیٹے تھے۔ بچپن میں سایۂ پدری سر سے اُٹھ گیا۔ بڑے بھائی نے محلہ کے اوباشوں کی صحبت میں رہ کر تمام ترکہ پدری ضائع کر دیا۔ حافظ نے گذر اوقات کے لئے خمیر بنانے کا پیشہ اختیار کیا۔ قرآن مجید حفظ کر کے کچھ علم حاصل کیا اور شعر گوئی کا شوق ہوا۔ ابتدا میں بے تکے شعر کہتے تھے۔ لیکن بعد میں باباکوہی کے مزار پر جا کر روئے اور فیض حاصل کیا۔ چنانچہ تمام علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اور صبح اٹھ کر سب سے پہلے ایک غزل لکھی جس کا مطلع ہے:

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند   وندراں ظلمتِ شب آب حیاتم دادند

اہل شیراز غزل سن کر حیران رہ گئے اور ان کی قدر و منزلت کرنے لگے۔

شیخ سعدی کے بعد خواجہ حافظ کو غزل گوئی میں جو مرتبہ حاصل ہوا وہ کسی اور کو میسر نہ ہو سکا۔ سعدی کے پورے سو سال بعد وفات پائی (خاک مصلیٰ مادۂ تاریخ وفات ہے)۔ کلام میں فصاحت و بلاغت کے علاوہ جوش مستی و رندانہ جرأت اور لطافت بیان، مضمون آفرینی، تخیل کی بلندی غرض کہ جملہ محاسن شعری بوجہ احسن پائے جاتے ہیں۔

غزلیاتِ خواجه حافظ شیرازی

(۱)

دوش وقتِ سحر از غصه نجاتم دادند   وندراں ظلمتِ شب آبِ حیاتم دادند

چه مبارک سحرے بود و چه فرخنده شبے   آں شبِ قدر که ایں تازه براتم دادند

چوں من از عشق رخش بیخود و حیراں گشتم   خبر از واقعهٔ لات و مناتم دادند

من اگر کام روا گشتم و خوشدل چه عجب   مستحق بودم و اینها بزکاتم دادند

بعد ازیں روئے من و آئینهٔ حسنِ نگار   که درآنجا خبر از جلوهٔ ذاتم دادند

هاتف آں روز بمن مژدهٔ ایں دولت داد   که ببازارِ غمت صبر و ثباتم دادند

ایں همه قند و شکر کز سخنم می ریزد   اجرِ صبریست کزاں شاخ نباتم دادند

کیمیائے است عجب بندگیِ پیرِ مغاں   خاکِ او گشتم و چندیں درجاتم دادند

همتِ حافظ و انفاسِ سحرخیزاں بود

که ز بندِ غمِ ایام نجاتم دادند

غزل دیگر

دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدا را — دردا کہ رازِ پنہاں خواہد شد آشکارا

کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز — باشد کہ باز بینیم آں یارِ آشنا را

اے صاحبِ کرامت شکرانۂ سلامت — روزے تفقدے کن درویشِ بے نوا را

آسایشِ دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف است — با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

در کوئے نیکنامی مارا گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

سرکش مشو کہ چوں شمع از غیرتت بسوزد — دلبر کہ در کفِ او موم است سنگ خارا

گر مطربِ حریفاں ایں پارسی بخواند — در رقص و حالت آرد پیرانِ پارسا را

ہنگامِ تنگدستی در عیش کوش و مستی — کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را

حافظ بخود نپوشید ایں خرقۂ می آلود
اے شیخِ پاکدامن معذور دار مارا

مختصر حالاتِ زندگی نظیری نیشاپوری

محمد حسین نام۔ نظیری تخلص۔ نیشاپور وطن۔ وطن میں شہرت حاصل کرنے کے بعد ہندوستان آئے۔ عبدالرحیم خانخاناں کے توسّل سے شہنشاہ اکبر کے دربار میں شرفِ باریابی حاصل کیا۔ لیکن مستقل طور پر خانخاناں سے وابستہ رہے۔ اور احمد آباد کو مستقر بنایا۔ خانخاناں نے بڑی قدر و منزلت کی۔ اور کئی بار جواہرات سے منہ بھرا۔ سنہ ۱۶۱۲ء میں بمقام احمد آباد انتقال کیا اور محلہ تاج پور میں دفن ہوئے۔ غزلیاتِ نظیری کو فارسی زبان میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ حسن و عشق کے بیان کو نہایت دلکش پیرایہ میں ادا کیا ہے۔ نئی نئی ترکیبیں اختراع کی ہیں۔ فارسی امثال و محاورات کو بڑی خوبصورتی سے نظم کیا ہے۔ تخیل میں نزاکت اور بیان میں لطافت بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

انتخاب از غزلیاتِ نظیری

(۱)

از کف نمی دهد دلِ آسان ربوده را — دیدیم زور بازوی ناآزموده را
من در پیِ رهائی و او هر دم از فریب — بر سر گره زند گرهِ ناگشوده را
نتوان شنود قند مکرر وز آن لبان — بتوان شنود تلخ مکرر شنوده را
یک ره خوشم ز خندهٔ دندان نما نکرد — تا کی نماید آن گهرِ نا نموده را
ساغر کجاست تا گله از دل برون بریم — روشن کنیم خاطرِ کلفت زدوده را
تا منفعل ز رنجشِ بیجا نه بینمش — می آرم اعترافِ گناهِ نبوده را

منظورِ یار گشت نظیری کلام ما را
بیهوده صرفِ شکر نکردیم دوده را

غزلِ دیگر

چه خوش است از دو یکدل سرِ حرف باز کردن — سخنِ گذشته گفتن گله را دراز کردن
نگهی از نیاز پنهان نظری به مهر دیدن — گهی از عتاب ظاهر نگهی بناز کردن
اثرِ عتاب بردن ز دل هم اندک اندک — به بدیهه آفریدن به بهانه ساز کردن
تو اگر بجرم سوزی ز جفاکشان نیاید — بجز از دعای جانت و سرِ نیاز کردن

نہ چناں گرفتہ جا بمیان جان شیریں | کہ تواں ترا دجانراز ہم امتیاز کردن
زخمارے ندارم سرد برگ سجدۂ بت | دل و خاطر پریشاں نتواں نماز کردن
تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری | بخدا کہ واجب آمد زتو احتراز کردن

مختصر حالات امیر خسروؒ

امیر نجم الدین نام ۔ پہلے سلطانی تخلص تھا۔ پھر خسرو رکھا۔ والد کا نام سیف الدین ہے جو ترکستان کے شہر کش کے رہنے والے اور قبیلہ کے رئیس تھے۔ خسرو پٹیالی ضلع ایٹہ میں ۶۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون درسیہ سے فارغ ہو کر شعر کہنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہترین شعراء میں شمار ہونے لگا۔ تین لاکھ سے زائد اشعار کہے۔ نظم کی تمام اقسام پر قدرت حاصل تھی۔ مختلف بادشاہوں کے دربار سے وابستہ رہے۔ سلطان نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے چہیتے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۷۲۵ھ میں انتقال کیا اور سلطان جی کے پائنتی دفن ہوئے۔ کلام میں درد، سوز و گداز، جوش، روانی پائی جاتی ہے۔ تصوف کے دقیق مسائل کو بڑی خوبی سے نظم کیا ہے۔

انتخاب از دیوان خسرو

غزل (۱)

رسید بادِ صبا تازہ کرد جانِ مرا — نہفتہ داد بمن جوئے دلستانِ مرا
مرا گذر بہ گلستاں بسے است لیک چہ سود — کہ سوئے من نظرے نیست گلستانِ مرا
نشاں نماند ز نقشم کجاست عارضِ او — کہ درکشد قلم ایں نقشِ بے نشانِ مرا
فغانِ من ز کجا بشنود بگوشش آں شوخ — کہ خود نمی شنود گوشِ من فغانِ مرا
پرید جانبِ او مرغ روح با من گفت — کہ من روم تو نگہدار آشیانِ مرا
خوش آں دمے کہ درآید سپیدہ دم ز درم — پُر از ستارہ و مہ کردہ خانمانِ مرا
رو اے صبا تو بگو سروِ رفتہ را باز آئے — بنو بہار بدل کن سبکے خزانِ مرا
ز رفتنِ تو بجاں آمدم نمیدانم — کہ رفتنت ز کجا خواست بہرِ جانِ مرا

دلِ شکستۂ خسرو بجانبِ تو شتافت
غریب است نگہدار میہمانِ مرا

غزل دیگر

اے ترک کماں ابرو من کشتۂ ابرویت ملکے ہمہ ہند و چیں بدہم بیکے مویت

گفتی کہ بدیں سوہا غمناک چہ میگردی آوارہ دلے دارم در حلقۂ گیسویت

وقتے بطفیلم گو بنواز و سرم آخر تا چند بہر نفسے حسرت خورم از کویت

مسجد چہ دہم چندیں آخر چہ نماز ست ایں رو کم بسوے قبلہ دل جانب ابرویت

شبہا ہمہ کس خفتہ جز من کہ ز بے خوابی افسانۂ دل گویم در پیش سگ کویت

گہ نام گلے گیرم گہ یاد گلستانے زیں گونہ در اندازم ہر جا سخن از رویت

بوے گل ازیں پیشم در باغ نمودی رہ بارے بوزید از تو ہمرہ شدم از بویت

سر در خم چوگانت راضی است بدیں خسرو
آں بخت کہ گہ آرد سر در خم بازویت

مختصر حالاتِ زندگی مولانا عراقی

فخرالدین ابراہیم نام۔ عراقی تخلص۔ ہمدان وطن ہے۔ قلندروں کے ایک گروہ کے ساتھ ہندوستان آئے۔ اور اطراف نارنول میں ایک سخت آندھی کے طوفان میں گھر کر ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔ ملتان پہنچ کر بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ چند روز بعد ہی شیخ نے فطری استعداد کے باعث خرقہ خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور رحلت کے وقت اپنا جانشین مقرر کیا۔ ۲۵ سال ہندوستان میں قیام کرنے کے بعد مریدان ہندی کی مخالفت سے مجبور ہو کر زیارت حرمین شریفین کے بعد قونیہ میں قیام کیا۔ آخری زمانہ میں ملک شام کا سفر کیا اور وہیں سنہ ۱۲۸۹ھ میں رحلت کی۔ دمشق میں مزار زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

صوفیانہ شاعری میں عراقی کو امتیاز حاصل ہے۔ تصوف کے پُرپیچ و دقیق مسائل نیز اسرار و معارف اور وارداتِ قلبی ایسے دلکش انداز میں نظم کئے ہیں کہ اربابِ ذوق اور صاحبِ دل لطف اندوز ہوتے اور سر دُھنتے ہیں۔

غزلیاتِ عراقی

(۱)

صنما رہِ قلندر سزد ار بمن نمائی
کہ دراز و دور دیدم رہ و رسمِ پارسائی

بزمین چو سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

نیم اہل زہد و تقوے بمن آر ساغر مے
کہ بصدق توبہ کردم ز عبادت ریائی

چو ز بادہ مست گشتم چہ کلیسا و چہ کعبہ
چو بہ ترکِ خود گرفتم چہ وصال و چہ جدائی

نہ زر و نہ سیم دارم نہ دل و نہ دین و دنیا
منم و حریفِ کنجے و نوائے بے نوائی

بہ طواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
تو برونِ در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

درِ دیر کوفتم من ز درون ندا برآمد
تو بیا بیا عراقی کہ ز خاصگانِ مائی

غزل دیگر

نخستیں بادہ کاندر جام کردند
ز چشم مست ساقی وام کردند

لبِ میگونِ جاناں بجام در داد
شرابِ عاشقانش نام کردند

بمجلس نیک و بد را جائے دادند
بجائے کار خاص و عام کردند

ازاں لب کارزوئے جان دلہاست
نصیبِ بیدلاں دشنام کردند

بہ غمزہ صد سخن گفتند با جاں　　بہ دل زابرو دو صد پیغام کردند
بعالم ہر کجا درد و غمے بود　　بہم کردند و عشقش نام کردند

چو خود کردند رازِ خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

مختصر حالاتِ زندگی مرزا غالب

اسد اللہ خاں نام۔ غالب تخلص۔ ۱۲۱۲ھ میں بمقام آگرہ ولادت ہوئی۔ پدر بزرگوار کا سایہ بچپن میں سر سے اُٹھ گیا۔ چچا نے پرورش کی۔ نواب الٰہی بخش خاں معروف کی صاحبزادی سے شادی ہوئی اور دہلی رہنے لگے۔ فارسی نظم و نثر لکھنے پر قدرت کاملہ حاصل تھی۔ نثر میں مہر نیمروز۔ ماہ نیم ماہ۔ پنج آہنگ۔ دستنبو وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔ نظم میں ایک ضخیم کلیات یادگار ہے۔ جو نظم کی مشہور اقسام قصائد و غزلیات، رباعیات و قطعات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ لیکن غزلیات مخصوص اہمیت کی حامل ہیں۔ ندرتِ خیال۔ جدتِ اسالیب دلکش تشبیہات و استعارات۔ فلسفہ و تصوف وغیرہ ان کے کلام کی خصوصیات ہیں۔ ۱۸۶۹ء میں انتقال ہوا اور درگاہ نظام الدین اولیاءؒ میں دفن ہوئے۔

غزل غالب

(۱)

خوش بود فارغ ز بند کفر و ایماں زیستن
حیف کافر مردن و آوخ مسلماں زیستن

شیوۂ رنداں بے پروا خرام از من مپرس
اینقدر دانم کہ دشوار است آساں زیستن

برد گوئے خرمی از ہر دو عالم ہر کہ یافت
در بیاباں مردن و در قصر و ایواں زیستن

راحت جاوید ترک اختلاط مردم است
چوں خضر باید ز چشم خلق پنہاں زیستن

روز وصل یار جاں دہ ورنہ عمرے بعد ازیں
ہمچو ما از زیستن خواہی پشیماں زیستن

بر نوید مقدمت صد بار جاں باید فشاند
بر امید وعدہ ات زنہار نتواں زیستن

دیدہ گر روشن سواد ظلمت و نور است چیست
فارغ از اہرمن و غافل ز یزداں زیستن

ابتذالے دارد ایں مضموں توارد عیب نیست
نگذرد در خاطر نازک خیالاں زیستن

غالب از ہندوستاں بگریز فرصت مفت تست
در نجف مردن خوش است و در صفاہاں زیستن

غزل (۳)

ایکہ گفتی ندہی دادِ دل آرے ندہی	تا چو من دل بجفا شیوہ نگارے ندہی
ماہ و خورشید دریں دائرہ بیکار نیند	تو کہ باشی کہ بخود زحمتِ کارے ندہی
سر براہِ دمِ شمشیر جوانے نہ نہی	تن بہ بندِ خمِ فتراکِ سوارے ندہی
سینہ را خستۂ اندازِ فغانے نکنی	دیدہ را تا لقتی بیداد غبارے ندہی
خوں بذوقِ غمِ یزداں نشناسے نخوری	دیں بمہرِ حقِ اُلفت نگزارے ندہی
آخر کار نہ پیداست کہ در تن فشرد	کفِ خونے کہ بداں زینتِ دارے ندہی
حیف گر تن بہ سگانِ سرِ کوئے نرسد	وائے گر جاں بسیرا گذارے ندہی
بہ خمِ طرۂ حورانِ بہشت آویزند	ناز پروردہ دلے راکہ بیارے ندہی

گر تنزل نبود ابرِ بہارے غالب
کہ دُر افشانی و زر افشاندہ نثارے ندہی

مختصر حالاتِ زندگی ڈاکٹر محمدؐ اقبال

ڈاکٹر محمدؐ اقبال نام۔ ۱۸۷۶ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ لاہور میں
تعلیم پائی۔ ایم۔اے پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہو گئے۔
۱۹۰۵ء میں مزید تکمیل کے لئے انگلستان گئے۔ اور ڈاکٹری و بیرسٹری
کے ڈپلوما حاصل کئے۔ نیز ممالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کر کے ۱۹۰۸ء
میں واپس ہندوستان آکر بیرسٹری کرنے لگے۔ بچپن ہی سے شاعری کا شوق
تھا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے شاعری میں بلند مقام حاصل کیا۔ اردو فارسی
دونوں زبانوں میں ایسے شعر کہے۔ کہ اہل زبان ان کی قادر الکلامی
کے قائل ہو گئے۔ باوجود ہندی نژاد ہونے کے فارسی زبان پر ایسی
قدرتِ کاملہ حاصل تھی کہ اہل فارس اپنا قومی شاعر ماننے پر مجبور
ہو گئے۔ مثنوی اسرار خودی، رموز بیخودی، پیام مشرق، زبور عجم وغیرہ
ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ جو ان کی قادر الکلامی پر دلالت کرتی ہیں۔
ان کا کلام عالم اسلام کے لئے ایک پیغام ہے۔ ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء
کو لاہور میں وفات پائی۔ اور شاہی مسجد لاہور کے سامنے والے
میدان میں دفن ہوئے۔

کلام اقبال

(۱)

از همه کس کناره گیر صحبت آشنا طلب
هم ز خدا خودی طلب هم ز خودی خدا طلب

از خلش کرشمه کار نمی‌شود تمام
عقل و دل و نگاه را جلوه جدا جدا طلب

عشق بسر کشیدن است شیشهٔ کائنات را
جام جهان نما مجو دست جهان کشا طلب

راهروان برهنه پا راه تمام خارزار
تا بمقام خود رسی راحله از خدا طلب

چون بکمال میرسد فقر دلیل خسروی است
مسند کیقباد را در ته بوریا طلب

بیش نگر که زندگی راه بعالمی طلب
از سر آنچه بود و رفت درگذر انتها طلب

ضربت روزگار گر ناله چو نی دهد ترا
بادهٔ من بکف بنه چاره ز مومیا طلب

دیگر

این جهان چیست صنم خانهٔ پندار من است
جلوهٔ او گرو دیدهٔ بیدار من است

هستی و نیستی از دیدن و نادیدن من
چه زمان و چه مکان شوخی افکار من است

از فسون کاری دل سیر و سکون غیب و حضور
اینکه غماز و گشایندهٔ اسرار من است

آن جهانی که در او کاشته را میدروند
نور و نارش همه از سبحه و زنار من است

ساز تقدیرم و صد نغمهٔ پنهان دارم | هر کجا زخمهٔ اندیشه رسد تار من است
لے من از فیضِ تو پاینده نشانِ تو کجاست | این دو گیتی اثرِ ماست جهانِ تو کجاست

دیگر

زندگی سوز و ساز به ز سکونِ دوام | فاخته شاهین شود از تپشِ زیرِ دام
هیچ نیاید ز تو غیرِ سجود و نیاز | خیز چو سروِ بلند اے بعمل نرم گام
کوثر و تسنیم برد از تو نشاطِ عمل | گیر ز مینائے تاک بادهٔ آئینه فام
زشت و نکو زادهٔ وهمِ خداوندیست | لذتِ کردار گیر گام بنه سوے کام
خیز که بنمایمت مملکتِ تازهٔ | چشمِ جهان بین گشا بهرِ تماشا خرام
قطرهٔ بے مایهٔ گوهرِ تابنده شو | از سرِ گردون بیفت گیر بدریا مقام
تیغِ درخشندهٔ جانِ جهانے نگسل | جوهرِ خود را نما آئی برون از نیام
بازوے شاهین گشا خونِ تذروان بریز | مرگ بود باز را زیستن اندر کنام
تو نه شناسی هنوز شوق بمیرد ز وصل
چیست حیاتِ دوام سوختنِ ناتمام

مختصر حالاتِ زندگی جگرؔ مرادآبادی

علی سکندر نام۔ جگرؔ تخلص۔ آباد اجداد دہلی کے رہنے والے تھے۔ شاہانِ وقت کے عتاب کی وجہ سے ترکِ وطن کر کے مرادآباد چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں جگرؔ وہیں پیدا ہوئے۔ اسی مناسبت سے مرادآبادی کہلاتے ہیں۔ لیکن ہوش سنبھالنے کے بعد جگرؔ مرادآباد میں کبھی نہیں رہے۔ حضرت اصغرؔ گونڈوی سے بے پناہ عقیدت تھی۔ چنانچہ زندگی کا زیادہ وقت گونڈہ ہی میں گذرا۔ اور ۹ ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء کو وہیں انتقال کیا اور حضرت اصغرؔ گونڈوی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اگرچہ حضرت جگرؔ کا اردو کلام ان کی شہرت و عظمت کا ذریعہ بنا لیکن ان کا فارسی کلام بھی فصاحت و بلاغت، سلاست و روانی، ندرتِ خیال اور لطیف تشبیہات و استعارات کے اعتبار سے بہت بلند پایہ ہے۔ جوشِ مستی، سوز و گداز جو غزل کی جان ہیں ان کی غزلیات میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ تصوف کے پیچیدہ اور دقیق مسائل بھی سیدھی سادی سلیس فارسی زبان میں ادا کیے ہیں۔

غزلیاتِ جگر

فارغ ز خزانے و ہم از باغ و بہارے — ما ہیم و خیالِ رخِ خورشید نگارے
دیدم بدرِ دیر عجب شعبدہ کارے — میخانہ بدوشے و گلستاں بکنارے
بربادیِ ما پرس ازاں بیشہ فگارے — درعینِ بہار بکہ جدا شد ز بہارے
یک داغ ز آزاریِ عشق بہ سینہ — این است خزانے و ہمین است بہارے
اشکم سرِ مژگاں است کہ شبنم بہ سرِ شاخ — شبنم سرِ شاخ است کہ منصور بدارے
صد بار گذشتیم ز ہر مرحلۂ عشق — حیرت بہ ہماں طرزِ ادا آئینہ دارے
بلبل ہمہ تن خوں شد و گل شد ہمہ تن چاک — اے وائے بہارے اگر این است بہارے
اغیار بدل خندہ زن و دل بتو مشغول — خلقے بپسِ دیوانہ و دیوانہ بکارے

اے خسروِ خوباں نظرے کن ز سرِ مہر
افتادہ بکویت جگرِ سینہ فگارے

غزل دیگر

دل عطا کن تا درونش دردها پیدا کنم
دیدهٔ ده تا برونش دلبرها پیدا کنم

از جلالِ غیرتت صد طورها برهم زنم
وز جمالِ رحمتت صد جلوه‌ها پیدا کنم

گه ز خونِ حلقِ خود برپا کنم شورِ انا
گه ز چاکِ سینهٔ خود برقِ لا پیدا کنم

گه ز بارنگیِ صورت در جهان آتش زنم
گه ز بیرنگیِ نسبت رنگها پیدا کنم

بیخودی در ده که مستانه شوم بر تو فدا
وز خودی بگذار ما را تا خدا پیدا کنم

در زبانِ بی‌زبانی ماجرای گفتنی است
حکم فرما تا صدای بی‌صدا پیدا کنم

یک نگاهِ کارفرما از جهانِ دلبری
کز فنای خویشتن ملکِ بقا پیدا کنم

الفراق ای دل که بهر دردمی باید مکان
الوداع ای جان که بهرِ یار جا پیدا کنم

یک دمی بگذار ما را از نصیحت یا جگر
تا ز آهِ مضطرب دستِ دعا پیدا کنم

مختصر حالاتِ زندگی عمر خیام

غیاث الدین نام۔ ابوالفتح عمر کنیت۔ خیام تخلّص۔ ان کے والد ابراہیم چونکہ خیمہ دوز تھے اس لئے خیام تخلّص اختیار کیا۔ نیشاپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ نظام الملک طوسی اور حسن ابن صباح کے ساتھ تعلیم پائی۔ فلسفہ میں بوعلی سینا کے ہمسر تھے۔ مذہبی علوم اور ادب و تاریخ کے فن میں امام تھے۔ علم نجوم کے بڑے ماہر تھے۔ نظامی عروضی سمرقندی جیسے ان کے شاگرد تھے۔ سنہ ۱۱۳۱ء میں انتقال ہوا۔ مختلف علوم و فنون میں کتابیں لکھیں۔ مگر ان کی رباعیات کو عالمی اور دائمی شہرت حاصل ہوئی۔ چنانچہ مختلف زبانوں میں ان کا ترجمہ ہوا۔ رباعیات میں آمرزش گناہ، توبہ و استغفار، اخلاق و تصوف، حسن و عشق وغیرہ ہر قسم کے مضامین پائے جاتے ہیں۔ مگر شراب و کباب اور بے ثباتی دنیا وغیرہ بہت خاص اور اہمیت کے حامل ہیں۔

رباعیاتِ عمر خیام

(۱)

مرد آں نبود کہ خلق خوار ند اورا وز بیم بدی نیک شمارند اورا
رندے کہ نمود روے دستے بکرم رنداں ہمہ پشت دست دادند اورا

(۲)

اے کردہ ز لطف و قہرِ تو صنع خدا در عہد ازل بہشت و دوزخ برپا
بزم تو بہشت است و مرا جرمے نیست چوں است کہ در بہشت رہ نیست مرا

(۳)

بت گفت بہ بت پرست کاے عابدِ ما دانی زچہ روے گشتہ ساجدِ ما
برما بجمالِ خود تجلّی کردہ است آنکس کہ ز تست ناظر و شاہدِ ما

(۴)

اے خواجہ یکے کام روا کن مارا دم درکش و در کارِ خدا کن مارا
ما راست رویم لیک تو کج بینی رو چارۂ دیدہ کن رہا کن مارا

(۵)

اے دل ز زمانہ رسمِ احساں مطلب   وز گردشِ دوراں سر و ساماں مطلب
درماں طلبی دردِ تو افزوں گردد   با درد بساز ہیچ درماں مطلب

(۶)

در کوئے نیاز ہر دلے را دریاب   در کوئے حضور مقبلے را دریاب
صد کعبۂ آب و گلِ بیک دل نرسد   کعبہ چہ روی برو دلے را دریاب

(۷)

اے چرخ فلک خرابی از کینۂ تست   بیدادگری عادتِ دیرینۂ تست
اے خاک اگر سینۂ تو بشگافند   بس گوہرِ قیمتی کہ در سینۂ تست

(۸)

سر از ہمہ ناکساں نہاں باید داشت   راز از ہمہ ابلہاں نہاں باید داشت
بنگر کہ بجائے مردماں می چہ کنی   چشم از ہمہ مردماں نہاں باید داشت

(۹)

در چشمِ محققاں چہ زیبا و چہ زشت   منزل گہِ عاشقاں چہ دوزخ چہ بہشت
پوشیدن بیدلاں چہ اطلس چہ پلاس   زیرِ سرِ عاشقاں چہ بالین و چہ خشت

(۱۰)

بسیار بگردیم بگرد در و دشت اندر همه آفاق بگشتیم و بگشت
از کس نشنیدیم که آمد زین راه راهی که برفت و راهرو باز نگشت

(۱۱)

آن به که درین زمانه کم گیری دوست با اهل زمانه صحبت از دور نکوست
آنکس که بجملگی ترا تکیه بدوست چون چشم خرد باز کنی دشمنت اوست

(۱۲)

چندین غم مال و حسرت دنیا چیست هرگز دیدی کسی که جاوید بزیست
این یک نفسی که در تنت عاریت است با عاریتی عاریتی باید زیست

(۱۳)

گر کار تو نیک است بتدبیر تو نیست ور سر بد نیز بتقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی چون نیک و بد جهان بتدبیر تو نیست

(۱۴)

با دشمن و دوست فعل نیکو نیکو است بد کی کند آنکه نیکیش عادت و خوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست

(۱۵)

در ملکِ تو از طاعتِ من هیچ فزود — وز معصیتے که رفت نقصانے بود

بگذار و بگیر زانکه معلوم شد — گیرندهٔ دیری و گذارندهٔ زود

(۱۶)

آں مرد نیم کز عدمم بیم آید — آں بیم مرا خوشتر ازیں بیم آید

جانے است بعاریت مرا داد خدا — تسلیم کنم چو وقتِ تسلیم آید

(۱۷)

تا چند اسیر رنگ و بو خواهی شد — چند از پئے هر زشت و نکو خواهی شد

گر چشمهٔ زهری و دگر آبِ حیات — آخر بدلِ خاک فرو خواهی شد

(۱۸)

در دهر هر آنکه نیم نانے دارد — وز بهر نشست آشیانے دارد

نے خادم کس بود نه مخدوم کسے — گو شاد بزی که خوش جهانے دارد

فہرست فرہنگ و تعلیقات

نمبر صفحہ	الفاظ	معانی
۷	سرہنگ زادہ	سپاہی کا لڑکا
〃	اغلمش	نام بادشاہ ترکستان
〃	ناصیہ	پیشانی
〃	کیاست	دانائی
〃	حسود	حسد کرنے والے
۸	شپرہ	چمگادڑ
〃	معزول	بیکار ہونا
〃	سرایت	اثر کرنا
〃	شاید	لائق ہے۔ مناسب ہے
〃	ہما	ایک مبارک جانور
۹	مشام	سونگھنے کی طاقت
〃	عود	لوبان۔ اگربتی
〃	کدخدا	گھر کا مالک
〃	برنج	چاول
〃	ہائل	ہولناک۔ ڈراؤنا
۱۰	اعادہ	دوبارہ لوٹانا
〃	زہرہ	پتّہ

نمبر صفحہ	الفاظ	معانی
۱۰	حطام	تھوڑا مال دینا
۱۱	مقاومت	مقابلہ کرنا
〃	مصارعت	پچھاڑنا۔ کشتی لڑنا۔
〃	مسطّح	ہموار۔ برابر
〃	صدمت	دبدبہ۔ شان
〃	روئیں	کانسی۔ تانبہ
۱۲	غریو	شور۔ غوغا
〃	زجر	بُرا بھلا کہنا۔ جھڑکنا
〃	دقیقہ	بہت تھوڑا حصہ۔ منٹ
〃	شیّاد	مکّار
۱۳	بیکراں	بہت زیادہ
〃	ملاطیہ	روم کے ایک شہر کا نام
〃	نصرانی	عیسائی
〃	عقوبت	سزا
〃	ماست	چھاچھ۔ دہی کا پانی
〃	دوغ	دہی
〃	مامول	امید رکھے ہوئے۔

نمبر صفحہ	الفاظ	معانی	نمبر صفحہ	الفاظ	معانی
۱۴	مصادرت	شہر بدر کرنا	۱۷	تہنیت	مبارک باد
〃	نفی	دور کرنا۔ نکال دینا	۱۹	ثلث	تیسرا حصہ
〃	خصم	دشمن	〃	ربع	چوتھائی حصہ
〃	نفقہ	بیوی بچوں پر خرچ کرنا	〃	عشر	دسواں حصہ
〃	دماں	مست	〃	تضرع	گریہ وزاری
〃	بحل	معاف کرنا	۲۰	انقراض	کاٹ ڈالنا
۱۵	شوریدہ	دیوانہ۔ پاگل	〃	صیت	شہرہ۔ آوازہ
〃	سحرگاہاں	علی الصبح	〃	سفلگی	کمینہ پن
〃	کبکاں	چکوریں	〃	کژدم	بچھو
〃	غوکاں	مینڈک	〃	نیش	ڈنک
〃	بہائم	چوپائے	〃	عقرب	بچھو
۱۶	سپری	آخری وقت	〃	انحراف	منحرف ہونا۔ بدل جانا
〃	تفویض	سپرد کرنا	۲۱	مکالمہ	گفتگو
〃	بامداداں	صبح کے وقت	〃	فردا	آنے والی کل
〃	نخستیں	پہلا۔ اوّل	〃	رزم	لڑائی
〃	اعیان	بڑے لوگ مشہور آدمی	〃	مواسا	ہمدردی
〃	مفاتیح	کنجیاں	۲۲	زیاں	نقصان
〃	منازعت	جھگڑا کرنا	۲۲	اوائل	ابتدا شروع۔ جمع اوّل
۱۷	خوشیدہ	سوکھا ہوا	〃	بنہایت	بے انتہا
〃	تعزیت	ماتم پرسی	〃	عسرت	تنگی۔ مفلسی

نمبر صفحہ	الفاظ	معانی	نمبر صفحہ	الفاظ	معانی
۲۳	تقرب	نزدیکی	۲۸	شہریار	بادشاہ
〃	نوع	قسم	۳۰	مضرت	نقصان پہنچانا
۲۴	اشخاص	شخص کی جمع۔ بدن	〃	عزیمت	ارادہ کرنا
〃	ریب	شک	〃	سنگ پشت	کچھوا
〃	داعیہ	خواہش	〃	مشاہدہ	دیکھنا
〃	دخمہ	آتش پرست کی قبر	〃	شناں کناں	تیرتے ہوئے
〃	مظہر	ظاہر ہونے کی جگہ	〃	بدسرشت	بُری عادت والا
۲۵	بردیمانی	یمن کی بنی ہوئی چادر	۳۱	عوان	ظالم۔ سختی کرنے والا
〃	حوالی	اطراف۔ اردگرد	〃	داغگہ	جال لگی ہوئی جگہ
۲۵	کماہی	جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ پورے طور پر	〃	مہار	اونٹ کی نکیل
〃	وثاق	کمرہ۔ گھر۔ حرم سرا۔	〃	انقیاد	مطیع ہونا۔ اطاعت کرنا
〃	مطبخ	باورچی خانہ	〃	عناد	دشمنی
۲۶	ماحضر	جو کچھ حاضر ہو	〃	جثّہ	جسم۔ بدن
〃	تنگہ زرسرخ	اشرفیوں کی تھیلی	〃	مجالست	پاس بیٹھنا
〃	بادیہ	جنگل	〃	قفا	پیٹھ پیچھے
۲۷	توخیر	زیادتی	〃	سبک	ہلکا
〃	شہریار	بادشاہ	〃	تنگنائے	تنگ راستہ
〃	مواضعہ	محصول۔ ٹیکس	۳۲	طعمہ	لقمہ۔ غذا
〃	اندک	تھوڑا۔ کم	〃	قرص	ٹکیہ۔ روٹی
۲۸	مژدہ	خوشخبری	〃	دنبال	قدم بقدم۔ پگڈنڈی

نمبر صفحہ	الفاظ	معانی	نمبر صفحہ	الفاظ	معانی
۳۲	گرگاں	بھیڑیے	۳۵	پوست دریدہ	کھال پھٹی ہوئی
"	پلنگاں	چیتے	"	پشم کندیدہ	بال اکھڑے ہوئے
"	نہنگ	مگرمچھ	۳۶	مشرف	بزرگی پایا ہوا۔کھلنا
۳۳	چپ وراست	داہنے بائیں	۳۷	مطاعم	کھانے کی چیزیں
"	شباں	گڈریا۔چرواہا	"	مشارب	پینے کی چیزیں
"	رمہ	گلہ	"	ملابس	پہننے کی چیزیں
"	برہ	بھیڑ کا بچہ	"	قصاص	خون کا بدلہ
"	رغم	برعکس کام کرنا	۳۸	زینہارے	پناہ دینا
۳۴	نُقل	خشک میوہ۔شراب پینے کے بعد گوشت وکباب کھانا	"	ایمن	بے خوف
			"	مبادا	کہیں ایسا نہ ہو
"	اغماض	چشم پوشی	"	گزندے	کوئی نقصان
"	مکافات	بدلہ	"	نخلستان	وہ باغیچہ جس میں کھجور کے درخت ہوں
"	ہمیاں	تھیلی۔نیولی			
"	گرسنگاں	بھوکے لوگ	۳۹	قوت	روزی
"	غور	گہرائی	"	ایثار	اپنے مقابلے میں دوسرے کو ترجیح دینا
۳۵	استوار	مضبوط			
"	زحمت	دقت۔تکلیف	"	مسافت	دوری
"	فراواں	بہت زیادہ	۴۰	تنک	تھوڑا
	زیرک	عقلمند	"	سخرہ	بیگار
"	محکم شد	مضبوط ہوگیا۔پھنس گیا	"	جوع	بھوک

نمبر صفحہ	الفاظ	معانی	نمبر صفحہ	الفاظ	معانی
۴۰	شبع	پیٹ بھرا ہونا	۴۶	کیواں	نام برج
″	انبان	جھولی	″	کلّہ	مسہری
″	دریوزہ	بھیک مانگنا	″	عشوہ دہ	خوشامد کرنے والا
″	نفور	نفرت کرنا	″	گرگ	بھیڑیا
۴۱	شغال	گیدڑ	″	گوسپند	بکری
″	مونس	انس کرنے والا	۴۷	جادہ	راستہ۔ طریقہ
″	مؤذن	اذان دینے والا	″	مستقیم	مضبوط
″	تعدی	ظلم۔ سختی	″	بیم	خوف
۴۴ نظم	انجم	ستارہ	″	مرز	زمین
″	کمند	رسی	″	متکبر	غرور کرنے والا
″	یاوری	مدد	″	مراعات	رعایت کرنا
″	رخنہ	سوراخ۔ رکاوٹ	″	بوالہوس	لالچی
″	رہزناں	ڈاکو لوگ	۴۸	واماندگاں	تھکے ہوئے پیچھے رہے ہوئے
″	عناں	لگام	″	گل	مٹی
۴۵	نیروے	طاقت	″	سمن	چنبیلی
″	رستگار	چھٹکارا پانے والا	″	خارکش	کانٹے چننے والا
″	مرکب	گھوڑا۔ سواری۔	″	کتف	شانہ۔ کندھا
″	نصیبے	حصہ ملنا	″	کہترے	چھوٹے درجے والا آدمی
″	پایگاہ	مرتبہ	″	مہترے	بڑے درجے کا آدمی
″	رفیع	بلند	۴۹	زشت	برا

نمبر صفحہ	الفاظ	معانی	نمبر صفحہ	الفاظ	معانی
۴۹	فرزانگی	عقلمندی	۵۴	برات	چٹھی۔ نیکی۔ حصہ
"	دنبالہ	پگڈنڈی۔ قدم بقدم چلنا	"	ہاتف	فرشتہ
"	فرخ تبار	مبارک قبیلہ والا	"	شاخ نبات	مصری کی شاخ
"	تفلق	تیر	"	انفاس	سانس۔ جمع نفس
"	فرخ سروش	مبارک فرشتہ	۵۵	بادِ شُرط	تیز ہوا
"	زہ آوردہ	کمان کو چلہ پر	"	تفقد	چھان بین۔ دیکھ بھال
	بودم	چڑھالیا تھا	"	تغیر	بدل دینا
"	مرعی	چرواہا۔ گڈریا	"	مُطرب	گانے والا
"	خیل	گھوڑا۔ گلہ	۵۷	منفعل	شرمندہ
۵۰	شبان	چرواہا	"	اعتراف	اقرار کرنا
۵۱	بالا و پست	بلند اور نیچا	"	دود	دھواں
"	کمند	رسی	"	زدودہ	صاف کیا ہوا۔ صیقل کیا ہوا
"	شکیب	صبر	"	عتاب	غصہ
"	خشم	غصہ	۵۸	امتیاز	تمیز کرنا
"	برگ	پتہ۔ سامان	"	احتراز	پرہیز کرنا
۵۲	صید	شکار	۵۹	سپیدہ دم	علی الصباح
"	ملخ	ٹڈی	"	دلستاں	دل لینے والا۔ محبوب
"	مستوری	چھپانا۔ پوشیدہ رکھنا	"	لیک چہ سود	لیکن کیا فائدہ
"	غمازی	چغل خوری	"	عارض	رخسار۔ چہرہ
۵۳	دوش	کندھا۔ کل رات	۶۰	غمناک	غم سے بھرا ہوا۔ رنجیدہ

معانی	الفاظ	نمبر صفحہ	معانی	الفاظ	نمبر صفحہ
سواری - باربرداری	راحلہ	۶۷	ہوا چلی	وزید	۶۰
چوٹ لگنا	ضربت	"	راکھ	خاکستر	"
نام دوا	موسیا	"	بلہ - بیٹ	چوگاں	"
غرور	پندار	"	اس طرح	زینگونہ	"
غایب اور حاضر	غیب و حضور	"	مکر ملی ہوئی	ریائی	۶۲
چغل خور	غماز	"	گرجا۔ عیسائیوں کا عبادت خانہ	کلیسا	"
تسبیح	سبحہ	"	گوشہ - کونا	کنج	"
جنیو	زنار	"	خاص لوگ	خاصگاں	"
چوٹ لگانا	زخمہ	۶۸	اول - پہلا	نخستیں	"
دونوں جہاں	دوگیتی	"	گالی	دشنام	۶۲
ہمیشہ	دوام	"	آنکھ پھیرنا	غمزہ	۶۳
عمل کا لطف	نشاط عمل	"	ظاہر ہونا	فاش	"
شیشہ صراحی	مینا	"	افسوس	آوخ	۶۴
انگور کی بیل	تاک	"	ہمیشہ	جاوید	"
شراب	بادہ	"	میل جول	اختلاط	"
برا	زشت	"	شکاربند	فتراک	۶۵
تلوار کا میان	نیام	"	افسوس	حیف	"
چکور	تدرو	"	زلفوں کا بل	خم طرہ	"
آرامگاہ - قیامگاہ	مقام	"	گھٹنا	تنزل	"
نظر کا دھوکا	شعبدہ	۷۰	ادا	کرشمہ	۶۷

نمبر صفحہ	الفاظ	معانی	نمبر صفحہ	الفاظ	معانی
۷۰	مژگاں	پلک	۷۴	پلاس	ٹاٹ
〃	مرحلہ	مقام، سامان رکھنے کی جگہ، مقدار مسافت	〃	بالیں	سرہانا
			〃	خشت	اینٹ
〃	اے وائے	افسوس	۷۵	آفاق	زمانہ۔ تمام دنیا
۷۱	شور انا	میں ہوں کا شور	〃	بجلگی	تمام۔ پوری کی پوری
〃	برق لا	کچھ نہیں کی بجلی	〃	جاوید	ہمیشہ
〃	مضطرب	بیقرار	〃	عاریت	ادھار مانگی ہوئی
〃	ناظر	نظر کرنے والا	〃	بیم	خوف۔ ڈر
〃	شاہد	گواہ۔ محبوب	〃	تسلیم	سپرد کرنا
۷۲	افزوں	زیادہ	۷۶	طاعت	بندگی۔ عبادت
〃	درماں	علاج	〃	معصیت	گناہ
〃	مقبل	صاحب اقبال	〃	آب حیات	امرت
〃	دیرینہ	پرانا۔ قدیمی	〃	خادم	خدمت کرنے والا
〃	ناکساں	نالائق لوگ	〃	مخدوم	جس کی خدمت کی جائے
〃	اطلس	نام کپڑا			

DUE DATE